عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوة

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ ۰ شمارہ نمبر : ۲۸
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

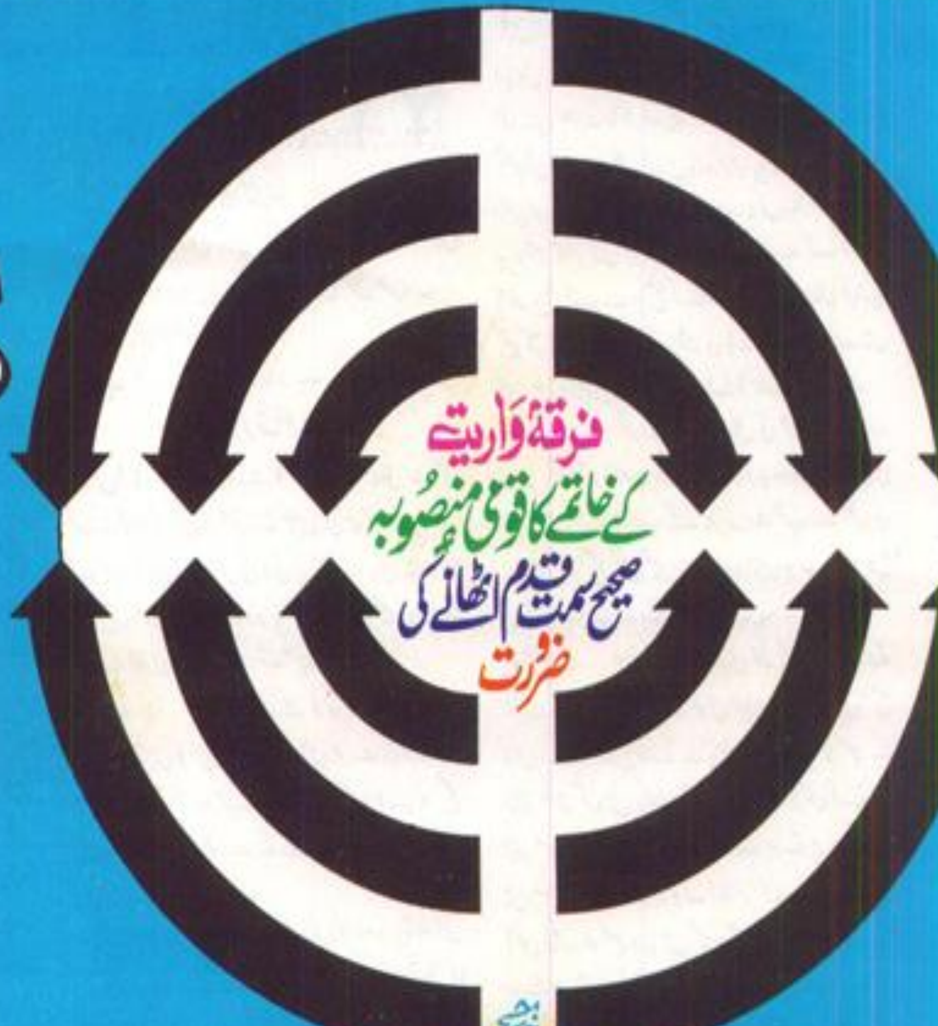

قادیانی اور مسیحی گٹھ جوڑ

دینی مدارس میں مغربی علوم اور جدید سائنس کی تعلیم مفید ہے یا مُضر؟

آپ کے مسائل

رضا بالقضا

سوال۱ :- رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں حق تعالیٰ جب کسی بندہ کو محبوب بناتا ہے تو اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ پس اگر وہ صابر بنا رہتا ہے تو اس کو منتخب کرتا ہے اور اگر اس کی قضا پر راضی ہوتا ہے تو اس کو برگزیدہ کرلیتا ہے۔ مصیبت پر صابر بنا رہتا ہے، پھر قضا پر راضی رہنے سے کیا مراد ہے؟

جواب :- یہ کہ حق تعالیٰ شانہ کے فیصلہ سے دل میں تنگی محسوس نہ کرے۔ زبان سے شکوہ و شکایت نہ کرے، بلکہ یوں سمجھے کہ مالک نے جو کیا ٹھیک کیا۔ طبعی تکلیف اس کے منافی نہیں۔ اسی طرح اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے جائز اسباب کو اختیار کرنا اور اس کے ازالہ کی دعائیں کرنا رضا بالقضا کے خلاف نہیں۔ واللہ اعلم۔

سوال۲ :- ایک مرتبہ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم مومنین مسلمین ہیں آپ نے پوچھا تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور راحت پر شکر کرتے ہیں اور قضا پر راضی رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بخدا تم سچے مومن ہو۔ سوال ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں :

۱۔ مصیبت پر صبر سے کیا مراد ہے؟

۲۔ راحت پر شکر سے کیا مراد ہے؟

۳۔ اور قضا پر راضی رہتے ہیں، سے کیا مراد ہے؟

جواب :- نمبر۱ اور نمبر۳ اوپر لکھ دیا، راحت و نعمت پر شکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نعمت کو محض حق تعالیٰ شانہ کے لطف و احسان کا ثمرہ جانے، اپنا ذاتی ہنر اور کمال نہ سمجھے، زبان سے الحمدللہ کہے اور شکر بجالائے، اور اس نعمت کو حق تعالیٰ شانہ کی معصیت میں خرچ نہ کرے، اس نعمت پر اترائے نہیں۔ واللہ اعلم۔

حج اکبر اور فریضہ حج

سوال :- جمعہ کے دن کا حج، حج اکبر کہلاتا ہے۔ اس میں جمعہ کے دن کو کوئی خاص بات ہے؟

جواب :- جمعہ کے دن کے حج کو "حج اکبر" کہنا عوام کی اصطلاح ہے، شریعت کی نہیں۔

سوال :- بعض آدمی سعودی عرب پیسے کے چکر میں جاتے ہیں اور وہاں حج یا عمرہ ادا کرلیتے ہیں، اس طرح ان کے ذمہ سے فرض ادا ہو جاتا ہے؟

جواب :- فرض ادا ہو جاتا ہے۔

مسئلہ رضاعت

سوال۱ :- ایک عورت کا کہنا ہے کہ میری نند یعنی میرے شوہر کی بہن کی لڑکی نے بچپن میں میرا دودھ پیا تھا۔ اب میرے لڑکے اور اس کی لڑکی کی شادی ہو رہی ہے لوگ کہتے ہیں جس لڑکی نے دودھ پیا تھا اس سے نہیں دوسری بہن سے شادی ہو سکتی ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب :- عورت کے کہنے کو دوسرے لوگ اگر تسلیم کرتے ہیں تو اس لڑکی کا رشتہ اس عورت کی اولاد سے جائز نہیں اور اگر دوسرے لوگ اس کے دعوے کو صحیح نہیں سمجھتے تو صرف عورت کے کہنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، جب تک گواہی نہ ہو۔

سوال۲ :- چھوٹا بچہ جو ابھی ماں کا دودھ پیتا ہو اس کے پیشاب وغیرہ سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب :- چھوٹے بچے کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے، جس طرح بڑے آدمی کا۔

سوال۳ :- میں نے آپ سے معلوم کیا تھا کہ ایک مسجد میرے پڑوس میں ہے اور ایک ذرا دور جامع مسجد ہے۔ میں نے آپ سے معلوم کیا تھا کہ نماز کس میں ادا کی جائے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جمعہ اور تراویح کی نماز جامع مسجد میں، باقی نمازیں پڑوس والی مسجد میں۔ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ جہاں نمازی زیادہ ہوں، وہاں زیادہ ثواب ہوتا ہے۔

جواب :- یہ تو صحیح ہے، لیکن بغیر عذر کے محلہ کی مسجد نہ چھوڑی جائے کہ اس کا حق زیادہ ہے۔

سوال۱۰ :- جوتا کہیں الٹا پڑا نظر آئے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب :- سیدھا کر دیا جائے، کیونکہ الٹا برا لگتا ہے، باقی کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

رضاعت کے لئے مدت عمر

سوال :- میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا لڑکا چھوٹی عمر میں جبکہ ۲ سال کا تھا، اپنی چچی کا دودھ جو کہ گلاس میں نکلا ہوا تھا پی گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کا دودھ نہیں پیا۔ نیز میری لڑکی جو اپنے بھائی سے چھوٹی تھی۔ ایک دفعہ ۳،۴ مرتبہ ان کے سینہ سے لگ کر دودھ پیا تھا۔ مولانا صاحب! اب مسئلہ یہ ہے کہ ان تینوں میں رضاعی بہن اور بھائی کا رشتہ قائم ہوگیا یا نہیں؟ میں آپ کی توجہ مشکوٰۃ شریف حصہ اول کی طرف مبذول کراؤں گا۔ رضاعی بہن بھائی کے اسباق میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ عورت کے جسم یعنی سینہ سے لگ کر دس بارہ مرتبہ پیا جاوے تب رضاعی بہن اور بھائی کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا صورت میں یہ رشتہ قائم نہیں ہوتا۔ مولانا صاحب میرے شک کو آپ مستند دینی کتب سے واضح کرکے مجھ غریب پر احسان فرمایئے کیونکہ لڑکا اور لڑکی کے رشتہ کی بات چل رہی ہے۔ میں شک میں مبتلا ہوں۔ اگر غلط ہو جائے تو گناہ گار ٹھہروں گا۔

جواب :- اگر بچے نے دو سال کی عمر کے اندر اندر دودھ پیا تھا تو رضاعت ثابت ہوگئی اور یہ دونوں بچے چچی کی اولاد کے بہن بھائی بن گئے۔ جو حدیث آپ نے نقل کی ہے، اول تو صحیح نقل نہیں کی۔ علاوہ ازیں یہ حدیث منسوخ ہے، اس پر آپ کے لئے عمل جائز نہیں۔

سوال :- عرض ہے کہ ہماری محلہ کی ایک مسجد کے خطیب صاحب جو ماشاء اللہ خوش الحان قاری بھی ہیں، صبح اذان کے بعد نماز پڑھانے سے پہلے لاؤڈ اسپیکر پر جو مسجد کے ساتھ ملحقہ کمرہ میں رکھا ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن کرتے ہیں جبکہ مسجد میں نمازی سنتیں ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ گھروں میں مستورات یا معذور لوگ نماز ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ جو مسجدوں میں نہیں آتے۔ نماز پڑھ کر سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض قریبی مسجدوں میں عین اس وقت جماعت ہونے کا امکان بھی ہے۔ کیا اس وقت میں لاؤڈ اسپیکر پر قرآن مجید کی تلاوت کار ثواب ہے؟ سنت یا مستحب یا مستحسن ہے؟ اگر خطیب صاحب سے یہ عرض کیا جاوے کہ خلاف سنت ہے تو ناراض بھی ہوتے ہیں۔

جواب :- اس وقت لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت خالص ریاکاری ہے۔ لوگوں کی نماز میں خلل ڈالنا اور لوگوں کے سکون کو غارت کرنا حرام ہے۔ اس قاری صاحب سے کہا جائے کہ ازراہ کرم اپنے "لحن داؤدی" سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو معاف رکھیں۔ واللہ اعلم۔

سوال :- میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے قطرہ آنے کی بیماری ہے اور یہ بہت زیادہ شدت اختیار کر گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وضو بھی اچھی طرح نہیں ہوتا اور کپڑے بھی ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اگر میں گھر میں ہوں تو نماز کے وقت کپڑے بدل لیتا ہوں مگر جب دور جانا پڑ جائے تو اس وقت کیا کروں؟ وضاحت سے تحریر کریں۔

باقی صفحہ ۳ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوت
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۲۸ ● بتاریخ ۷ رجب المرجب تا ۱۳ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۱۰ دسمبر تا ۱۶ دسمبر ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ____ ۲
۲۔ اداریہ ____ ۳
۳۔ تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ملا کنڈ ____ ۶
۴۔ قادیانی اور مسیحی گٹھ جوڑ ____ ۹
۵۔ نظریہ انسداد آبادی ____ ۳
۶۔ ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد ____ ۱۳
۷۔ مقالہ نگاری کے رہنما اصول ____ ۱۵
۸۔ مسواک کے فوائد ____ ۱۶
۹۔ اظہار زینت کی حدود ____ ۱۷
۱۰۔ گولارچی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ____ ۱۸
۱۱۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ____ ۲۰
۱۲۔ البانیہ کی مسلم خاتون سے ملاقات ____ ۲۱
۱۳۔ دینی مدارس میں مغربی علوم اور سائنس کی تعلیم ____ ۲۳
۱۴۔ اسلامی مہینے کا پہلا دن معلوم کرنے کا طریقہ ____ ۲۵
۱۵۔ اخبار ختم نبوت ____ ۲۷

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

[illegible]
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

[illegible]
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات، انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۲۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمٰن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ پریڈی لائن کراچی

فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے قومی منصوبہ

فکر سلیم کے ساتھ صحیح سمت میں قدم اٹھانے کی ضرورت

اسلام آباد سے روزنامہ جنگ کی خبر کے مطابق "صدر مملکت سردار فاروق احمد لغاری نے ملک میں فرقہ واریت کی لعنت کے خاتمے کے لئے قومی منصوبہ کی منظوری دے دی ہے۔ پیر کو وزیر داخلہ میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ بابر نے صدر مملکت سے ملاقات کے دوران انہیں حکومت کی طرف سے تیار کردہ فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے قومی منصوبے کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔" (روزنامہ جنگ کراچی ۲۲ر اپریل ۱۹۹۴ء)

ایسی اطلاعات سنتے سنتے اور پڑھتے پڑھتے پاکستان کے لئے قربانیاں دینے والے اس عالم سے منہ موڑ کر چلے گئے۔ دوسری نسل بڑھاپے کی حدوں کو چھو رہی ہے اور تیسری نسل پر فرقہ واریت کا عفریت اپنے خونی پنجے گاڑنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ یہاں پر ضروری ہے کہ پاکستان کی تحریک سے اب تک کے حالات پر مختصر روشنی ڈال دی جائے۔

قائداعظم اور ان کے ساتھیوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو تحریک پاکستان کی جدوجہد میں شامل کرنے کے لئے حفاظت اسلام کا واسطہ دیا تھا کہ متحدہ ہندوستان میں نہ مسلمانوں کا اسلامی تشخص برقرار رہ سکے گا اور نہ اسلامی تعلیمات اور اور اسلامی تہذیب و معاشرت کا تحفظ ممکن ہو سکے گا۔ ان عظیم مقاصد کے لئے مسلمانوں کو ہندو اکثریت سے الگ ہو کر علیحدہ خطہ کی ضرورت ہوگی' جہاں وہ اپنے دین اسلام کے مطابق اپنی اور آئندہ نسلوں کی تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں گے۔ اس علیحدہ خطہ کی حیثیت اسلام کے قلعہ کی ہوگی' جہاں سے پوری دنیا کو ہر شعبہ زندگی میں اسلام کے مطابق قائم معاشرہ کی جھلک دکھا کر اسلام کی تابندگی کا مظہر بنا دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت دو نعرے زبان زد عام تھے۔

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الا اللہ

تحریک پاکستان نے عوامی حیثیت اختیار کرلی' مطالبہ کامیاب ہوا۔ ہندوستان "اسلام" اور "غیر اسلام" دو عقیدوں اور دو نظریوں کی بنیاد پر تقسیم ہو گیا۔ اسلام کا حصہ پاکستان کی شکل میں دنیا کے نقشہ میں واحد اسلامی نظریاتی بنیاد پر مملکت کی صورت میں منصہ شہود پر آیا۔ ملت اسلامیہ مطمئن تھی کہ جہد مسلسل کا پہلا مرحلہ کامیابی سے طے ہوا۔

پاکستان دنیا کے نقشے پر قائم ہو گیا۔ اب اسلام کے زیر سایہ اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے اسلامی تعلیمات کے مطابق "تہذیب و معاشرت" کے تحفظ و بقا کے ساتھ تعمیر و ارتقاء کا مرحلہ شروع ہوا تو حکمرانوں نے مسلمانوں سے کئے ہوئے تمام وعدوں کو پس پشت ڈال کر انگریزی دور کے پورے نظام کو تحفظ فراہم کرنے کے نہ صرف اقدامات کئے بلکہ نفاذ اسلام کے تمام وعدوں سے کھلے انحراف کا راستہ اختیار کر لیا۔ سر ظفر اللہ خاں وغیرہ وزارت خارجہ سمیت کلیدی سیاسی و انتظامی شعبے ان لوگوں کے سپرد کر دیئے جو اسلام کے دشمن تو تھے ہی' تحریک پاکستان میں مسلم جدوجہد سے الگ ہو کر اپنا وزن ہندوستانی پلڑے میں ڈالتے ہوئے ضلع گورداسپور کو پاکستان میں شامل ہونے کی مخالفت کے بھی مجرم قرار پا چکے تھے' جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ کشمیر کا واحد راستہ ہندوستان کے قبضہ میں آ گیا اور ہندوستانی فوجیں کشمیر میں داخل ہو گئیں' اور آج تک کشمیر' پاکستان کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہ گروہ انگریزی امپریلزم کی خود کاشتہ نبوت کے مسیلمہ کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت و پیروکار "قادیانی امت" پر مشتمل ہے۔ حکمران قیادت نے مسلمانوں کو تحریک پاکستان میں بے دریغ قربانیاں پیش کرنے کا ایک "خوبصورت تحفہ" یہ دیا کہ رسول عربی ﷺ کے جاں نثاروں پر قادیانیوں کو مسلط کر دیا۔

ملک کی زمام کار دین دشمنوں کے ہاتھ میں آئی تو زخم خوردہ امت مسلمہ کو دین سے دور لے جانے کے اقدامات شروع کر دیئے تعلیم' نشریات اور انتظامی میدان میں لادینیت کے فروغ کے منصوبے شروع کئے گئے۔ مسلمانوں نے ان اقدامات پر احتجاج کیا تو ہزارہا مسلمانوں کے خون سے سرزمین پاک رنگین کر دی گئی۔ پھر فوجی حکمرانوں کا تسلسل شروع ہوا۔ جس خطہ زمین کو اسلام کا قلعہ اور اسلامی تہذیب و معاشرت کا گہوارہ بنا دینے کا دلفریب خواب دکھایا گیا تھا' مسلمانوں کے لئے عملاً جیل خانہ بنا دیا گیا۔ اسلام اور اسلامی تہذیب و معاشرت کی دھجیاں بکھیری جانے لگیں۔ نبی رحمت' نبی آخر الزمان ﷺ کے ناموس تک کو آئینی و قانونی تحفظ فراہم کرنے کی نہ صرف ضرورت محسوس نہیں کی گئی بلکہ اس سے برملا گریز کا راستہ اختیار کیا گیا۔ دنیا کو اسلام کی روشنی سے منور کرنے والی نبی رحمت ﷺ کے جاں نثار صحابہؓ کی پاکیزہ جماعت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا جرم تصور نہیں کیا گیا جبکہ بانی پاکستان اور حکومتی عہدیداروں کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے سخت ترین قوانین وضع کئے گئے۔

ایک کے بعد دوسرا حکمران آتا رہا۔ مگر ہر ایک کی حقیقت ظاہری سائبان سے زیادہ نہ ہو سکی تھی۔ پس پردہ رہ کر قادیانیوں نے اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو بڑی تیزی سے فروغ

دینا شروع کیا۔ اس کے رد عمل میں مسلمانوں کے دینی جذبات میں ہیجان پیدا ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ جہاں مسلمانوں نے احتجاج کیا' علاقائی سطح پر اسے کچل ڈالا گیا۔ علماء کرام کو مقدمات میں الجھا کر عدالتی جھمیلوں میں پھنسانے کی کوششیں کی گئیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ سرکاری و غیر سرکاری نشریاتی اداروں کے ذریعہ فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کا الزام علماء کے سرمنڈھ کر خوب خوب پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا۔ دوسری طرف مسلمانوں کے بعض مکاتب فکر کے مابین موجود دیرینہ اختلافات کو ہوا دے کر نشریاتی طاقت کے ذریعے فرقے بنا دیئے گئے اور باہمی جدال کی صورتیں پیدا کر کے خوب تشہیر کی جاتی اور علماء پر الزام تراشی کے راستے فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کا جرم تھوپنے کی روش مسلسل جاری کر دی' جس کی بازگشت آج بھی سنائی دے رہی ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ مسلمانوں کی محبوب و مقدس ہستیوں کی سرعام توہین کی جائے۔ مرزا قادیانی جیسے مخبوط الحواس شخص کو (خاکم بدہن) محمد عربی ﷺ (آپ پر مسلمانوں کے ماں باپ قربان) سے بہتر قرار دینے والے لوگ بر سرعام مسلمانوں کو اسلام چھوڑ دینے کی تبلیغ کرتے پھریں۔ دین اسلام کا مذاق اڑایا جائے۔ انگریزی نبی کو کذاب قرار دینے والے مسلمانوں کو بر سرعام کافر کہا جانے لگے تو کیا مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے کسی اور بات کی ضرورت پڑے گی؟ ستم بالائے ستم یہ کہ حکومت کی پشت پناہی میں یہ سارا کاروبار ہو رہا ہو' مسلمان اس دریدہ دہنی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں تو ان پر فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کا الزام عائد کر کے گردن زدنی قرار دیئے جانے کی روش اپنائی جائے تو انصاف کے آنسو پونچھنے کو کون آئے گا؟؟

معمولی سی بات ہے کہ کسی بھی شخص کی اولاد کے پاس آکر کوئی سرپھرا دعویٰ کر دے کہ جس کو تم اپنا باپ سمجھتے رہے' وہ درحقیقت میں ہی ہوں' تو اس اولاد کے جذبات کو کوئی سمجھ سکتا ہے!! کچھ اسی قسم کی صورتحال سے مسلمان دوچار ہوئے۔ پاکستان کے تمام حکمرانوں نے مسلمانوں کے دینی جذبات سے نہ صرف کھیلنے بلکہ کچلنے کی کوششوں میں حسب استطاعت اپنا اپنا حصہ ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد "انحراف عہد" کے جس بیج کو سرزمین پاک کے طول و عرض میں بے دردی سے بکھیرا گیا تھا' آج اس سے اگنے والے خاردار پودے تناور درخت بن کر ہر طرح کی شرافت کے دامن تار تار کرنے والے جنگل کی شکل اختیار کر چکے ہیں' جس میں انسان نما درندے دندناتے پھر رہے ہیں۔

وزیر داخلہ کے پیش کردہ قومی منصوبے کی تفصیلات چونکہ ظاہر نہیں کی گئیں' اس لئے ان کے حسن و قبح پر رائے زنی کی فی الحال گنجائش نہیں' البتہ یہ گوش گزار کرنا ضروری ہے کہ اگر حکومت واقعتاً" فرقہ واریت کو لعنت سمجھتی ہے اور اس کو ختم کرنے کی خلوص کے ساتھ خواہاں ہے تو اس کو سب سے پہلے فرقہ واریت کی حقیقت کو تسلیم کرنا ہو گا اور پھر مسلمانوں میں ایسے نظریات کا پرچار کرنے والوں کو نکیل ڈالنا ہو گی' جو چودہ سو سال سے مسلمہ اسلامی عقائد و تعلیمات کے خلاف خود ساختہ عقائد و تعلیمات کی آزادانہ تبلیغ و اشاعت کو مادر پدر آزادی کا تحفہ سمجھ کر مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنا اپنا بنیادی حق باور کرانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

حکومت کے پاس آئین کی دفعہ ۲۶۰(۳)' ۲۹۸۔سی اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون پر عملدر آمد کی قوت موجود ہے۔ ان مذکورہ آئینی دفعات اور قانون تحفظ ناموس رسالت کے نفاذ کے بعد سختی کے ساتھ ان کے مطابق ہر گروہ اور فرقے کے عمل کو یقینی بنا دیا جائے تو پختہ یقین کے ساتھ یہ امید رکھی جا سکتی ہے کہ نہ صرف فرقہ واریت کی لعنت سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا بلکہ مذہبی امن و امان کے ساتھ بدامنی کے دوسرے فتنے بھی دم توڑ دیں گے۔ بس فکر سلیم کے ساتھ صحیح سمت میں قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

ضروری اعلان

تحریک ختم نبوت

جلد سوم کی تیاری

الحمدللہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی پہلی جلد جو ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۴ء کے حالات و واقعات پر مشتمل تھی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی دوسری جلد جو قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی تفصیلات پر مشتمل تھی' دونوں جلدیں شائع ہو کر ختم ہو چکی ہیں۔ اب تیسری جلد جو سانحہ ربوہ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے فیصلہ قومی اسمبلی ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پر مشتمل ہے' ترتیب دی جارہی ہے۔ اس زیر ترتیب جلد میں تحریک کی پورے ملک میں صورتحال' افتاد' حالات' واقعات' گرفتاریاں' احتجاج' بائیکاٹ' مقدمات غرضیکہ کوئی اہم واقعہ ہو اس میں آنا چاہئے۔ پہلے بھی ایک دو دفعہ اعلان کیا گیا' ساتھیوں نے بہت کم توجہ فرمائی۔ اب بغیر دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث' شیعہ تفریق کے جس شخص نے اس تحریک میں جتنا بھی قادیانی فتنہ کے خلاف کام کیا' اس کی ترتیب و اشاعت ضروری ہے تاکہ تاریخ مکمل ہو۔ ملک بھر کے تمام مکاتب فکر' رفقاء' جماعتی کارکنوں' مبلغین اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات سے استدعا ہے کہ فوری طور پر جو امداد بھجوا سکتے ہیں' بھجوا کر ممنون احسان فرمائیں۔ فوری توجہ کی درخواست ہے۔ دعا بھی فرمائیں کہ حق تعالیٰ اسے خیر و خوبی سے مکمل کرنے کی محض اپنے فضل سے توفیق عنایت فرمائیں (آمین)۔

العارض فقیر اللہ وسایا۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ۔ ملتان

مولانا محمد جمیل خان

تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ مالاکنڈ

تحریک کے کارکن شہادت یا شریعت کے جذبہ سے سرشار اپنے امیر کے حکم کے منتظر تھے

تحریک نفاذ شریعت محمدی کے مقاصد میں سب سے اول مقصد مالاکنڈ ڈویژن اور کوہستان کے علاقے میں "پاٹا" اور "فاٹا" قوانین کی جگہ اسلامی قوانین کا نفاذ ہے' اس مقصد کے لئے یہ جدوجہد گزشتہ چند سالوں سے شروع کی گئی' اس میں شدت گزشتہ مئی سے پیدا ہوگئی کیونکہ مالاکنڈ ڈویژن میں سپریم کورٹ کے ایک حکم کے مطابق "پاٹا" قوانین کو منسوخ کردیا گیا اور حکومت کو ہدایت کی گئی کہ وہ پاکستان کی طرح یا دوسرے آزاد علاقوں کی طرح اس خطہ میں قوانین نافذ کرے۔ گزشتہ مئی میں ایک بہت بڑا اجتماع ہوا اور جلوس نکالا گیا جس پر صوبائی حکومت نے گولی چلائی اور گیارہ مسلمان شہید ہوگئے۔ اس وقت گورنر اور صوبائی حکومت نے وعدہ کیا کہ اس خطہ کے لئے شرعی قوانین کا نفاذ ہوگا لیکن حکومت کا طریقہ کار ٹال مٹول اور وقت گزاری کی پالیسی نے مئی' جون' جولائی' اگست' ستمبر گزار دیا۔ تحریک نفاذ شریعت محمدی مختلف انداز میں احتجاج کرتی رہی۔ ستمبر میں مینگورہ میں تحریک کے رہنماؤں نے ایک بڑا جلسہ منعقد کیا' جس میں تقریباً تین چار لاکھ افراد نے شرکت کی۔ پرامن جلسے میں حکومت کو ۲۸ر اکتوبر کا وقت دیا گیا۔ ۲۸ر اکتوبر سے قبل اجلاس ہوا' جس میں تحریک نفاذ شریعت محمدی کی طرف سے ۲۸ر اکتوبر سے مدت بڑھا کر ۶ر نومبر کردی گئی کیونکہ تحریک کے رہنماؤں کو معلوم ہوا کہ آرڈیننس پر صدر مملکت کی طرف سے دستخط کردیئے گئے ہیں بس اعلان ہونا باقی ہے۔ اعلان ۶ر نومبر سے پہلے متوقع تھا کیونکہ بونیر میں ۶ر نومبر کو انتخابات ہونے تھے۔ تحریک کے تمام پرجوش کارکن شہادت یا شریعت کے جذبہ سے سرشار اپنے اپنے علاقوں میں منظم اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار' اپنے امیر کے حکم کے منتظر تھے کہ حکومت کی طرف سے "مٹہ" (سوات کے ایک علاقے) میں عدالتی فیصلوں کے لئے سیشن جج اور سول جج روانہ کردیئے گئے۔ تحریک کے مقامی رہنماؤں نے اس فیصلے کو معاہدہ کی خلاف ورزی اور حکومت کی طرف سے شریعت کے نفاذ کو مسترد کرنا سمجھا اور ان ججوں اور ان کے عملے کو وکلاء سمیت یرغمال بنالیا۔ حکومت کی طرف سے اس اقدام کے بعد اگر کوئی وضاحتی بیان یا شریعت کے نفاذ کا اعلان ہو تا تو بات ختم ہوجاتی۔ حکومت نے تحریک کے مقامی قائدین کو مذاکرات کی دعوت دی اور مذاکرات کے دوران گرفتار کرلیا۔ حکومت کے اس اقدام نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور گرفتاری کی خبر نے مینگورہ' مٹہ' خیلہ اور دیگر علاقوں کے عام کو مشتعل کردیا اور تحریک قائدین کے ہاتھ سے نکل کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ گئی۔ ہر محلے' ہر علاقے اور ہر محاذ پر مقیم تمام مسلمان تشدد پر اتر آئے' پولیس اور نیم فوجی دستوں سے جھڑپ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اسلحہ صوبہ سرحد میں ہر گھر کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف مورچہ زنی کے لئے بعض افراد کی طرف سے اس موقع پر پرانی دشمنیوں کے بدلے بھی نکالے گئے۔ سیاسی مخالفین نے اپنے حریفوں کو ناکام بنانے اور انہیں نقصان پہنچانے کے لئے اس موقع پر استعمال کیا۔ خود تحریک کے قائد مولانا صوفی محمد ایک جگہ محصور ہو کر رہ گئے۔ تحریک ہر مقام پر اپنے اپنے انداز سے چلنے لگی۔ آخرکار انتظامیہ ناکام ہوگئی۔ کچھ لوگوں کی جانیں تلف ہوئیں' اسلام دشمن قوتوں نے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا۔ بی بی سی اور وائس آف امریکہ نے اس کو انتہا پسند مسلمانوں کی طرف سے حکومت کے خلاف بغاوت اور غداری قرار دیتے ہوئے اسلحہ کی قوت سے اسلام نافذ کرانے کا مطالبہ قرار دیا۔ بعض لوگوں نے تحریک کے اس شدت کو غیر ملکی طاقت کی سازش قرار دیا۔ افغانستان کی خانہ جنگی سے اس کے ڈانڈے ملائے۔ بعض ترقی پسند دانشوروں نے اس تحریک کی خلاف کالم تحریر کئے' جن کی بنیاد صرف افواہوں اور غلط مفروضوں پر قائم تھی۔ محترمہ پروین شاکر کا کالم اس فہرست میں سب سے زیادہ بازی لے گیا اور انہوں نے ایک مفروضہ کی بنیاد پر شرعی قوانین کے خلاف اپنے دل کی خوب بھڑاس نکالی اور تحریک کے خلاف فضا بنانے کی کوشش کی۔ بہرحال کراچی کے علماء کرام کو اخبارات کے ذریعہ جب تحریک کے اس رخ اطلاع ملی تو تشویش پیدا ہوئی اور کراچی کے علماء کرام کے سرخیل حضرت شیخ بنوریؒ کے ہم نام و ہم کام مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کے مشیر خاص حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو جانشین مفتی احمد الرحمٰن مفتی نظام الدین شامزی نے تحریک کے پس منظر اور موجودہ صورتحال سے آگاہ کرکے درخواست کی کہ وہ کراچی کے سرکردہ علماء کرام کا اجلاس طلب کریں تاکہ اس سلسلے میں ایک مشترکہ لائحہ عمل طے کیا جاسکے۔ ۸ر نومبر کو دفتر ختم نبوت میں جامعہ بنوری ٹاؤن کے مدیر مولانا حبیب اللہ مختار کی صدارت میں اہم علماء کرام کا اجلاس ہوا' جس میں تحریک کے ساتھ بھرپور تعاون کا اعلان کرتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ ایک وفد مالاکنڈ جائے اور کراچی کے علماء کرام کے جذبات سے تحریک کے رہنماؤں کو آگاہ کرے اور موجودہ صورتحال کی تفصیلی رپورٹ بھی ارسال کرے۔ مولانا محمد اسعد تھانوی' مفتی نظام الدین شامزی' مولانا محمد زیب' مولانا گل محمد پر مشتمل وفد جمعرات کو مینگورہ روانہ ہوا۔ جمعہ کی صبح نماز فجر کے بعد سیدو شریف میں مسجد اکبر کے خطیب اور تحریک نفاذ شریعت محمدی کے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن قاری عبدالباعث صدیقی سے تفصیلی ملاقات ہوئی اور تحریک کے متعلق بات چیت ہوئی۔ قاری صاحب نے بتایا کہ مولانا صوفی محمد' اور میں اور مولانا عبدالرحمٰن بر ناتہ والے کے علاوہ تمام سرکردہ رہنما گرفتار ہیں۔ مولانا صوفی محمد نے فوج کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے تحریک کے اشخاص کو مزید مزاحمت سے بچالیا تاکہ خون خرابہ زیادہ نہ ہو البتہ گرفتاریوں کی وجہ سے مالاکنڈ اور مٹہ وغیرہ میں تشویش ہے۔ آپ تحریک کے قائد مولانا صوفی محمد اور مولانا عبدالرحمٰن بر ناتہ سے ضرور ملیں اور تحریک کے مستقبل کے معاملے میں بات کریں۔ ادھر بشام' بٹگرام اور کوہستان میں تحریک کے قائدین اور حکومت کے درمیان شاہراہ ریشم کی بندش پر تصادم کا جو خطرہ ہے۔ اس سلسلے میں بھی آپ مولانا صوفی محمد صاحب سے لائحہ عمل لے کر آئیں تاکہ مزید خون خرابہ نہ ہو۔ مولانا قاری عبدالباعث صدیقی صاحب خود بشام روانہ ہوگئے تاکہ وہاں تصادم کی صورتحال پیدا نہ ہو۔ علماء کرام کا وفد پہلے مولانا عبدالرحمٰن بر ناتہ کے پاس پہنچا۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب بھی تحریک کے مرکزی شوریٰ کے ممبر ہیں اور تحریک سوات کے روح رواں نہایت متقی اور پرہیزگار جید عالم دین ہیں۔ انہوں نے تفصیلات بتائیں۔ ان کے تاثرات بھی یہی تھے کہ بعض عاقبت نااندیش حکام بالا کے فیصلوں نے تحریک کو تشدد کی طرف مائل کردیا۔ اگرچہ ضلعی حکام نے بہت کوشش کی لیکن صوبائی حکام کے دباؤ پر بعض اہم رہنما گرفتار ہوئے۔ ممبر صوبائی اسمبلی کے غلط رویے اور اس کی طرف سے فائرنگ کے آغاز کے بعد دوبدو مقابلہ ہوا جس سے صوبائی ممبر بھی ہلاک ہوا جبکہ تحریک کے بعض مجاہدین شہید ہوئے۔ اس خبر نے پورے علاقے میں تشدد کی لہر دوڑا دی۔ مولانا صوفی محمد کی جدوجہد سے تشدد وغیرہ ختم ہوگیا۔ بہرحال علاقے پرامن ہوگیا ہے۔ حکومت نے ریگولیشن کا بہت تاخیر سے اعلان کیا۔ اگرچہ اعلان ۲۸ر اکتوبر سے قبل ہوجاتا تو اس قسم کے واقعات پیش نہ آتے۔ پی پی حکومت نے اس مسئلہ کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ بہرحال ریگولیشن بھی مکمل نہیں ہے۔ تحریک جاری ہے۔ امن و امان کے بعد تحریک کے رہنماؤں کے اجلاس میں اگلے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔ کراچی کے علماء کرام کی طرف سے تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ مولانا صوفی محمد

صاحب سے آپ کا ملنا ضروری ہے تاکہ مستقبل کے لائحہ عمل میں کراچی کے علماء کرام کے مشورے بھی شامل ہوجائیں۔ مولانا صوفی محمد کا پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فوج کی تحویل میں ہیں یا فوجی کیمپ میں انہوں نے اپنا مرکز بنایا ہوا ہے۔ ضلعی انتظامیہ یا تحریک کے مقامی کارکن ان سے لاعلم ہیں۔ بہرحال بڑی تگ و دو کے بعد صوفی صاحب کا پتہ چلا کہ وہ تیمر گرہ کے دیر اسکاؤٹ کیمپ میں ہیں۔ ٹیلی فون پر رابطہ نہ ہونے کے بعد علماء کرام کا وفد تیمر گرہ روانہ ہوگیا۔ راستہ میں باجوڑ کے قریب پتہ چلا کہ فوج اور باجوڑ کے عوام کے درمیان دوبدو لڑائی ہورہی ہے۔ راستہ بند ہے۔ اس لئے واپس ہونا پڑا۔ وہاں سے تحریک نفاذ شریعت محمدی کے مرکزی دفتر امائی درہ پہنچے تاکہ وہاں سے مولانا صوفی محمد صاحب سے رابطہ کرنے کی کوئی صورت پیدا کی جائے۔ وہاں پتہ چلا کہ تحریک کے مرکزی کمانڈر مولانا محمد عالم صاحب ابھی ابھی بشام کے علماء کرام سے ملاقات کرکے واپس آئے ہیں۔ انہوں نے تحریک کی تفصیلات بیان کیں۔ ان کے تاثرات بھی یہی تھے کہ صوبائی حکومت کی غلط حکمت عملی اور ہمارے بعض ساتھیوں کی جلد بازی سے قبل از وقت تحریک تشدد کی طرف مائل ہوگئی اب اس تحریک کو سنبھالنا علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ بشام' کوہستان وغیرہ میں اگر حکمت عملی اختیار نہ کی گئی تو مزید خون خرابے کا اندیشہ ہے' جس سے اندرونی طور پر بھی تحریک کو نقصان پہنچے گا اور تحریک دب جائے گی جبکہ حکومتی مزاحمت سے عوام کو بھی بہت نقصان ہوگا۔ انہوں نے مولانا صوفی محمد صاحب سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کیا۔ مولانا صوفی محمد کو کراچی کے اس وفد کی اطلاع مل گئی تھی۔ وہ انتظار میں تھے۔ ان کو بتایا گیا کہ راستہ بند ہے۔ ہم دوبارہ کوشش کرتے ہیں لیکن راستہ نہ ملا۔ جس کی وجہ سے صبح فجر کی نماز کے بعد وفد صوفی صاحب کی طرف روانہ ہوا۔ سیدھا راستہ بند تھا۔ دوسرے پہاڑی راستے سے ہوتے ہوئے ۸ بجے مولانا صوفی محمد صاحب سے وفد کی ملاقات ہوئی۔ مولانا صوفی محمد دیر اسکاؤٹ کیمپ میں رضاکارانہ طور پر مقیم ہیں۔ ملاقات کے دوران ایک کرنل مستقل موجود رہے جس سے وفد کا تاثر یہ تھا کہ وہ زیر حراست ہیں جبکہ فوجی حکام اور خود صوفی محمد صاحب کا کہنا تھا کہ وہ گرفتار نہیں۔ حفاظتی اقدامات اور امن و امان کی بحالی کے لئے فوج ان سے تعاون لے رہی ہے۔ عام تاثر بھی پورے علاقے میں صوفی صاحب کا فوجی تحویل میں ہونے کا ہے۔ مولانا مفتی نظام الدین شامزی نے تفصیلی بات چیت کی۔ مولانا محمد اسعد تھانوی صاحب نے فوجی حکام سے بھی بعض سوالات کئے۔ کراچی کے علماء کرام کی طرف سے مولانا صوفی محمد صاحب کو تحریک سے تعاون کا یقین دلایا اور تحریک کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ مولانا صوفی محمد صاحب دارالعلوم سیدو شریف کے فارغ التحصیل ہیں۔ نہایت متقی اور پرہیز گار' شرعی امور کے انتہائی پابند' سادگی کا پیکر' لگی لپٹی باتوں سے دور' خالص کھرے مسلمان' جماعت میں رکن کے درجے پر رہ چکے ہیں' محتاط اتنے کہ سرکاری محکمے کی چائے پینے سے بھی گریز کرتے ہیں' تصویر کھنچانا حرام سمجھتے ہیں' شہرت اور اخبارات سے بہت دور (اس لئے غلط فہمیاں پیدا ہورہی ہیں) انہوں نے تحریک کے بارے میں بتایا کہ گزشتہ چھ سال سے ہم نے تحریک نفاذ شریعت محمدی قائم کی ہے اور ہمارا مقصد ہے کہ ملاکنڈ اور کوہستان ڈویژن میں شریعت محمدی رائج کرائی جائے بطریقہ محمدی۔ اس میں سب سے پہلی بات اتحاد ہے کیونکہ اتحاد اور اتفاق کے بغیر کسی تحریک کا چلنا ممکن نہیں۔ دوسری چیز غیر شرعی نظام کا بائیکاٹ کرنا ہے کیونکہ جب غیر شرعی نظام پر راضی ہوجائے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ تیسرے مرحلے پر شریعت کا نفاذ ہے۔ ملاکنڈ ڈویژن میں چونکہ پہلے شرعی نظام نافذ ہوچکا ہے اس لئے اور اس خطہ میں پاکستان کا نظام بھی قائم نہیں۔ "پاٹا" کا نظام ہے۔ اس لئے اس خطہ میں شریعت کا نظام کا مطالبہ منوانا ہے۔ اس لئے ہم نے اس خطہ کا انتخاب کیا۔ تحریک کی موجودہ صورت حال کے بارے میں مولانا صوفی محمد صاحب نے کہا۔ ہماری تحریک انتہائی پرامن تحریک ہے۔ تشدد کی دعوت ہم نہیں دیتے۔ ہم نہ باغی ہیں نہ غدار۔ نہ پاکستان کے خلاف نہ ہمارا افغانستان یا ہندوستان سے کوئی تعلق۔ پاکستان ہوگا تو نظام کا مطالبہ کرسکیں گے۔ ہم چھ سال سے پرامن جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ہم نے گزشتہ دنوں جلسہ کیا تو اعلان کیا تھا کہ کوئی شخص چاقو تک لے کر نہ آئے۔ ہم ہر طرح سے اتمام حجت کرکے مظاہرے کریں گے۔ غیر شرعی عدالتوں کا بائیکاٹ کریں گے۔ جب آخری مرحلہ آیا اور حجت تمام ہوگئی تو جہاد بھی کریں گے لیکن ابھی جہاد کا وقت نہیں آیا تھا۔ بعض عاقبت نااندیش لوگوں کی جلد بازی اور بعض حکام کے غلط طرز عمل نے ہماری تحریک میں تشدد کو شامل کردیا۔ جس نے ہماری تحریک کو بہت نقصان پہنچایا اور بہت ساری جانیں ضائع ہوئیں۔ ہم شرعی نظام کے خواہاں ہیں شریعت محمدی کے طریقے سے۔ اس شریعت کے ہم حامی نہیں جو غیر شرعی طریقے سے آئے۔ الحمدللہ میں بکنے والا یا جھکنے والا نہیں' میرا ماضی گواہ ہے۔ سات ڈسٹرکٹ کونسل کی ممبری میں میں نے ایک مرتبہ بھی حکومت کی چائے نہیں پی اور نہ ہی چیک اپنے نام سے جمع کئے۔ موجودہ صورتحال مقامی طور پر بعض غلط فہمیوں یا بعض افسران کی غلط حکمت عملی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ ہماری شوریٰ نے بھی اس کا فیصلہ نہیں کیا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے کارکنوں کو مزاحمت کرنے کا حکم دیا اور الحمدللہ مجھے خوشی ہے کہ "تحریک نفاذ شریعت محمدی" کے تمام کارکنوں نے امیر کی وہ اطاعت کی جس کا شریعت میں حکم تھا۔ تمام لوگ مورچوں سے پرامن طور پر اتر آئے اور جس خون خرابے کا اندیشہ تھا وہ ختم ہوگیا۔ اطاعت امیر سب سے پہلا فریضہ ہے۔ اس کے بغیر کوئی تحریک کامیاب نہیں ہوتی۔ ہم نے نہ جدوجہد ختم کی اور نہ ہی حکومتی خوف سے پیچھے ہٹے ہیں۔ مورچہ اس لئے خالی کئے کہ ہم نے مورچہ بند ہونے کا فیصلہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی یہ ہمارا مقصود تھا۔ ہمارا نعرہ شریعت یا شہادت ہے۔ شہادت کا وقت آیا تو میں سب سے پہلے شہادت پیش کروں گا۔ ہم نے حکومت کی طرف سے اعلان کردہ نفاذ شریعت ریگولیشن کے ان حصوں کو مسترد کردیا ہے جو اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں۔ حکومت نے ملاکنڈ میں شرعی قوانین کا نفاذ کردیا لیکن اس کے لئے علماء کرام کی خدمات حاصل نہیں کیں جس کی وجہ سے ہمیں شبہ ہے کہ حکومت اس اعلان میں مخلص نہیں۔ ہم ایسا مسودہ مسترد کرتے ہیں جو اسلام کے قوانین کے مطابق نہ ہو۔ فوج نے ہم سے وعدہ کیا کہ وہ ملاکنڈ اور کوہستان میں نفاذ شریعت کے لئے ہماری تحریک کی پرامن جدوجہد میں رکاوٹ نہیں بنے گی اور فوجی حکام ہمارے مطالبات تسلیم کرانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔ اس وعدہ پر ہم ان سے قیام امن کے لئے تعاون کررہے ہیں۔ اب ہم سب سے پہلے ملاکنڈ کے ان مقامات پر جہاں ابھی تک ہماری تنظیم مکمل نہیں' تنظیم مکمل کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملاکنڈ میں نفاذ شریعت ہوجائے تاکہ یہ خطہ پاکستان اور عالم اسلام کے لئے مثال بن جائے۔ پاکستان بھر کے علماء کرام سے ہماری اپیل ہے کہ وہ "قولاً" و "عملاً" ہماری تحریک میں بھرپور حمایت و تعاون کریں (اس موقع پر مولانا صوفی محمد صاحب نے نمائندہ جنگ کو انٹرویو بھی دیا)۔ مولانا صوفی محمد صاحب نے کراچی کے علماء کرام کے وفد کے قائد مولانا مفتی نظام الدین شامزی اور مولانا محمد اسعد تھانوی کو بشام' بٹگرام' کوہستان کے علماء کرام سے مذاکرات کے لئے اپنا نمائندہ مقرر کیا اور یہ بات کہیں کہ وہ بشام جاکر ان علماء کرام سے درخواست کریں کہ وہ شاہراہ ریشم کھول دیں تاکہ امن و امان بحال ہو اور تحریک کے اگلے لائحہ عمل کے سلسلے میں غور و فکر کیا جاسکے۔ کراچی کے علماء کرام کا وفد تیمر گرہ سے روانہ ہوکر بشام عصر کی نماز کے وقت پہنچا۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ تمام علماء کرام تھاکوٹ جمع ہیں لیکن وہاں کا راستہ بند ہے۔ کسی گاڑی کو گزرنے کی اجازت نہیں۔ بٹگرام تحریک کے مرکزی رہنما مولانا احمد صاحب سے رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے پھاٹک آکر راستہ کھولا۔ اس طرح وفد ان علماء کرام کی خدمت میں پہنچا۔ ان سے تفصیلات معلوم کیں تو پتہ چلا کہ ملاکنڈ کے علماء کرام کی حمایت میں ان مسلمانوں نے جذبات کا اظہار کیا قوم کو جہاد پر آمادہ کیا۔ ان کے پاس احتجاج کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ شاہراہ ریشم بند کردیں تاکہ حکومت کو نفاذ شریعت کے لئے مجبور کیا جاسکے۔ تمام علاقوں سے لوگ گھر چھوڑ کر شریعت یا شہادت کے جذبے سے سرشار ہوکر سخت سردی میں پہاڑوں' سڑکوں پر کھڑے ہیں۔ اب مولانا صوفی محمد صاحب جو کوئی حکم دیں گے علماء کرام اور تمام کارکن مان لیں گے۔ صوفی صاحب کے علاوہ مقامی علماء کرام یا کراچی کے احباب کے مشورہ کے بعد اگر فیصلہ کیا گیا تو عوام میں بدگمانیاں پیدا ہوں گی۔ علماء کرام نے بتایا کہ شریعت سے محبت کا یہ عالم ہے کہ بے شمار عورتوں نے اس جہاد میں حصہ

لینے کے لئے اپنے زیورات فنڈ میں جمع کرا دیئے۔ تمام گاؤں والے مجاہدین کو اپنے گھر سے بہترین کھانا بھیج رہے ہیں۔ تھاکوٹ میں پتہ چلا کہ ایک وقت میں ایک ایک ہزار کارکنوں کو گاؤں کے افراد کھانا مہیا کر رہے ہیں۔ کوہستان کے علماء کرام نے بتایا کہ ہم لوگ نے عام دعوت نہیں دی بلکہ جان قربان کرنے والوں کے نام لکھے ہیں اور وہی سڑکوں پر پہرہ دے رہے ہیں۔ ایک گھر میں نام لکھے گئے۔ گھر میں مرد نہیں تھا۔ بیوی کو پتہ چلا تو پیغام بھجوایا کہ میرے شوہر کا نام لکھ دو۔ ہمارے یہاں شریعت کے لئے جان قربان کرنے کے لئے پوچھنے کی ضرورت ہے نہ رواج ہے۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے شریعت یا شہادت کا بیج لگائے سڑک پہ نعرے لگاتے ہوئے گھوم رہے تھے۔ تحریک کے امیر مولانا محمد افضل خان اپنے علاقے میں بڑے سرکردہ افراد میں سے ہیں۔ ان کے بھائی گلگت میں چیف سیکریٹری ہیں اور شاہراہ ریشم سے ہی گلگت جایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے ٹیلی فون کرکے بھائی سے درخواست کی کہ میں تمہارے پاؤں پکڑنے آجاتا ہوں خدا کے واسطے احتجاج ختم کردو۔ تو بھائی نے جواب دیا کہ اس وقت میں چیف سیکریٹری کا بھائی نہیں ہوں۔ جہاد کا امیر ہوں۔ تم بھی آؤ گے تو تمہارے کو بھی آنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ تحریک اتنی پر امن کہ ایک گاڑی پر کوئی شخص پتھر نہیں پھینکتا۔ گاڑی والوں کو بتا دیا کہ شریعت کے لئے قربانی دے دو۔ کوئی گاڑی آگے نہیں لائے۔ ۸ دن گزرنے کے باوجود کسی جگہ سے یہ شکایت نہیں آئی کہ تحریک کے کسی کارکن نے کسی پر زیادتی کی یا کسی کے ساتھ بدتمیزی کی۔ علماء کرام کے اس فیصلہ کے مطابق کراچی کے وفد نے مولانا صوفی محمد صاحب سے تفصیلی بات کی اور ان کو اس بات پر راضی کرلیا کہ وہ بذات خود آئیں اور بشام، بٹگرام اور کوہستان کے علماء کرام سے بات چیت کریں۔ مجاہدین کو حکم دیں کہ وہ شاہراہ ریشم کی بندش ختم کردیں۔ ۱۵ نومبر صبح گیارہ بجے مولانا صوفی محمد صاحب بشام پہنچے وہاں سے کراچی کے علماء کرام کے ہمراہ سابق صوبائی اسمبلی کے ممبر زاہر شاہ کی گاڑی میں تھاکوٹ کی طرف جلوس کی شکل میں روانہ ہوئے (مولانا صوفی محمد صاحب نے سرکاری گاڑی میں بیٹھنے سے انکار کردیا تھا) راستہ بھر تحریک شریعت کے کارکن استقبال کرتے رہے۔ تھاکوٹ کے اس مقام پر جہاں سے سڑک بند کی گئی تھی مولانا محمد افضل مولانا محمد احمد اور دیگر علماء کرام نے استقبال کیا۔ مولانا صوفی محمد صاحب نے اپنے حکم سے یہ سڑک کھلوائی۔ بعد ازاں مولانا صوفی محمد بٹگرام کے اس حصے میں داخل ہوئے۔ جہاں سے ان مجاہدین نے سڑک بند کی۔ اس طرف مولانا رفیق اللہ، مولانا سید بخش اور دیگر علماء کرام نے استقبال کیا۔ پٹن کوہستان میں مولانا عبدالحلیم، مولانا عبدالباقی اور دیگر علماء کرام نے استقبال کیا۔ ان تمام مقامات پر مولانا صوفی محمد صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تحریک بغاوت یا غداری نہیں بلکہ پرامن تحریک ہے۔ ہم شریعت کا نفاذ شرعی طریقہ سے چاہتے ہیں۔ شاہراہ ریشم بند کرکے آپ نے حکومت پر واضح کردیا کہ ہم شریعت چاہتے ہیں میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اس وقت سب سے زیادہ اہم ملاکنڈ میں شریعت کا نفاذ ہے کیونکہ اس خطہ میں اس وقت کوئی قانون نہیں۔ اور متبادل قوانین وضع ہو رہے ہیں۔ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ جیسے ہی ملاکنڈ میں شریعت کا نفاذ ہو جائے گا میں کوہستان، بٹگرام آکر بیٹھ جاؤں گا اور اس وقت تک جدوجہد جاری رکھوں گا جب تک اس خطہ میں شریعت کا نفاذ نہیں ہوجاتا۔ آپ حضرات نے جو قربانی دی اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اس وقت اطاعت امیر سب سے اہم فریضہ ہے۔ ہم اپنی تحریک کو شرعی انداز میں چلائیں گے اور حکومت پر اتمام حجت کریں گے۔ جب حجت تمام ہوگی تو پھر جہاد کا مشورہ بھی کیا جائے گا۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم غیر شرعی نظام اور جمہوری نظام سے بائیکاٹ کریں اور آپس میں اتفاق و اتحاد پیدا کریں۔ تمام علاقوں میں تحریک کی شاخیں قائم کریں۔ جب ہم متحد ہوجائیں گے تو انشاء اللہ کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔ اللہ ہم سب کو شرعی طریقے سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں آپ تمام حضرات کا اور کراچی کے علماء کرام کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہم سے بھرپور تعاون کیا۔ تحریک انشاء اللہ تازندگی جاری رہے گی۔ ہمارے بعد انشاء اللہ ہماری نسلیں اس تحریک کو جاری رکھیں گی۔ آپ شخصیت پرستی کے بجائے تحریک کے مقاصد کو پیش نظر رکھیں۔

بقیہ | روشن خیالی وجہالت

رجوع . مقصد

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس کا اظہار فرمایا ہے کہ بے پردگی اور عریانی تنگی رزق کے خوف سے انسداد آبادی کے رجحانات و نظریات کم از کم ڈیڑھ ہزار سال پرانی جہالت کی باتیں ہیں۔ جسے آج کل سیکولر اذہان کے حضرات روشن خیالی یا نئی روشنی اور ثقافت و سائنس وغیرہ کا نام دے لیتے ہیں اور اسلامی اصولوں پر عامل و پابند لوگوں پر بنیاد پرست یا فرسودہ خیال ہونے کا لیبل چسپاں کردیتے ہیں۔ ایں چہ بوالعجبیست۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

وما علینا الا البلاغ

جبار کارپیٹس
ڈیلرز
قائد آباد کارپٹ • مون لائٹ • بلال کارپٹ •
یونائیٹڈ کارپٹ • ڈیکورا کارپٹ • اولمپیا کارپٹ
مساجد کیلئے خاص رعائت
۴۔ این آر ایونیو نزد جبڑی پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 6646655

قادیانی اور مسیحی گٹھ جوڑ

نویں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا محمد اجمل خان اور مولانا زاہد الراشدی کا خطاب

حضرات علماء کرام' قابل صد احترام بھائیو' دوستو' ساتھیو! وقت مختصر ہے' باتیں بہت سی کہنی ہیں۔ اس لئے کسی تمہید کے بغیر میں اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں۔ مجھے آپ کے سامنے پاکستان کا مقدمہ پیش کرنا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا دو سال پہلے اسی جگہ پر انسانی حقوق اور قادیانیت کے حوالے سے میں نے آپ کی خدمت میں پاکستان کا مقدمہ پیش کیا تھا۔ آج وہی عنوان کچھ تھوڑا سا بدل گیا ہے۔ قادیانیوں کے ساتھ ہمارے ملک کی ایک اور اقلیت بھی انسانی حقوق کے نام پر اس دوڑ میں شریک ہوگئی ہے۔ مسیحی اقلیت' دنیا بھر کا میڈیا اور ذرائع ابلاغ یہ پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ پاکستان میں مسیحی اقلیت کے حقوق سلب کرلئے گئے ہیں۔ اس اقلیت کو "ہیومن رائٹس" سے محروم کردیا گیا ہے۔ اس کا ڈھنڈورا دو بھر کردیا گیا ہے۔ اس لئے میں آج چاہوں گا کہ اس حوالے سے یوم پاکستان ۱۴ اگست کے دن پاکستان کی آزادی کے دن آپ حضرات کی خدمت میں جو آزاد ملک کے شہری ہیں پاکستان کا مقدمہ مختصراً پیش کروں۔

آج بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ "کولڈ وار" (سرد جنگ) کے خاتمہ کے بعد کیمونزم اور ڈیموکریسی یا ویسٹرن سویلائزیشن کی جنگ کے ختم ہونے کے بعد آج ہدف اور ٹارگٹ ہر مسلمان ہے اور اسلام ہے اور عالم اسلام اور ایک نئی "کولڈ وار" (سرد جنگ) شروع ہوگئی ہے۔ کلنٹن یہ کہتا ہے کہ کولڈ وار ختم ہوگئی ہے لیکن نہیں ایک محاذ پر کولڈ وار ختم ہوگئی ہے اور دوسرے محاذ پر کولڈ وار شروع ہوگئی ہے کہ آج ایک نئی جنگ کی تیاری کے طور پر اسلام اور مسلمانوں کا جو نقشہ ویسٹرن میڈیا (مغربی ذرائع ابلاغ) دنیا کے سامنے پیش کررہا ہے۔ مسلمانوں کو جس انداز سے پیش کیا جارہا ہے اور اس طرح دنیا پر اسلام کا اور مسلمانوں کا جو خوف مسلط کیا جارہا ہے یہ ایک نئی جنگ کا آغاز ہے بدقسمتی یہ ہے کہ جنگ کا ایک فریق منظم ہے' متحد ہے' اس نے منصوبہ بندی کررکھی ہے' اس کی ترجیحات متعین ہیں' اس کی صف بندی واضح ہے اور دوسرا فریق ابھی تک یہ محسوس نہیں کرپایا کہ جنگ شروع ہوگئی ہے' اس کو یہ پتہ ہی نہیں کہ جنگ کا آغاز ہوگیا ہے۔ آج ویسٹرن میڈیا اسلام اور مسلمانوں کا خوف مسلط کررہا ہے' اسلام اور مسلمانوں کی انتہائی بھیانک تصویر پیش کررہا ہے۔ اس لئے میں گفتگو کے آغاز میں دو کہاوتیں پیش کرنا چاہوں گا۔ ایک کہاوت ہم سنتے آرہے تھے۔ ایک خان صاحب تھے اور ایک ہندو لالہ۔ راستے میں چلتے ہوئے کہیں جھگڑ پڑے۔ آمنے سامنے آرہے تھے۔ جھگڑا ہوگیا۔ گتھم گتھا ہوگئے۔ بدقسمتی سے خان صاحب لالے کے قابو آگئے۔ لالے کا داؤ چل گیا۔ خان صاحب کی قوت کام نہیں آئی۔ ہندو لالے نے خان صاحب کو گرا دیا۔ سینہ پر چڑھ کر جکڑا ہوا ہے۔ خان صاحب نیچے جکڑے ہوئے ہیں۔ پشت زمین پر لگی ہوئی ہے۔ کسی طرح نکلنے کی ہمت نہیں ہے۔ ہندو لالہ نے چاروں طرف سے جکڑا ہوا ہے۔ سینہ پر بیٹھا ہوا زار و قطار رو رہا ہے۔ کسی گزرنے والے نے پوچھا لالہ جی! خان تو تمہاری گرفت میں ہے۔ اس کو تو تم نے جکڑا ہوا ہے۔ اس کے سینے پر بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ تو ہلنے کی سکت بھی نہیں رکھتا۔ تم اس کے سینے پر بیٹھے ہوئے رو رہے ہو۔ روتے کیوں ہو؟ لالہ جی نے کہا کہ روتا اس لئے ہوں کہ اٹھے گا تو مجھے مارے گا۔ اس لئے روتا ہوں۔ آج مغرب پر یہ خوف مسلط ہے۔ آج عالم اسلام جکڑا ہوا ہے۔ اس جکڑنے کی کیا تفصیلات بیان کروں۔ ایک پوری نشست چاہئے کہ کس طرح جکڑا ہوا ہے۔ آج ہماری سائنس' ہماری ٹیکنالوجی' ہماری ایٹمی توانائی' ہماری معیشت' ہماری معاشرت' ہماری سیاست ان کے قبضے میں ہے۔ کسی شعبے میں ہم ہلنے کی سکت نہیں رکھتے۔ یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں (حاضرین ٹھیک ہے)۔ ایک ارب سے زیادہ ہماری تعداد ہے۔ پچاس سے زیادہ ہماری حکومتیں ہیں۔ لیکن ہم پر مغرب کا شکنجہ اس قدر مضبوط ہے کہ ہم مراکش سے لے کر ملائشیا اور انڈونیشیا تک کہیں بھی ہلنے کی سکت نہیں رکھتے۔ پھر بھی یہ رو رہے ہیں کہ اٹھے تو ماریں گے۔ کہو انشاء اللہ۔ انشاء اللہ۔ انشاء اللہ۔ دوسری کہاوت عربی ادب کی کتابوں میں بچپن سے پڑھتے آئے ہیں۔ یہ ذرائع ابلاغ کے حوالے سے ہے۔ ایک دیوار پر تصویر بنی ہوئی تھی۔ ایک نے تصویر بنا کر نقشہ یوں کھینچا تھا۔ ایک شیر ہے اس کی گردن ایک انسان کے ہاتھ میں ہے۔ انسان نے دونوں ہاتھوں سے شیر کی گردن جکڑی ہوئی ہے۔ اب شیر قابو میں ہے ہل نہیں سکتا۔ تصویر کا منظر یہ ہے۔ یہ تصویر ایک شیر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ قریب سے انسان گزرا۔ اس انسان نے شیر سے پوچھا کہ جناب آپ کا اس تصویر کے بارے میں کیا خیال ہے۔ یہ تصویر تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ شیر انسان کے آگے بے بس پڑا ہوا ہے۔ اس تصویر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ شیر نے جواب دیا تصویر ٹھیک ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ قلم اور برش انسان کے ہاتھ میں ہے۔ اگر قلم شیر کے ہاتھ میں ہوتا تو نقشہ یوں نہ ہوتا۔ قلم تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میڈیا (ذرائع ابلاغ) تمہارے ہاتھ میں ہے۔ پریس تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اخبارات تمہارے ہاتھ میں ہیں۔ سیٹلائٹ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ قلم تمہارے ہاتھ میں ہے۔ دنیا کو جو چاہے تصویر دکھاؤ۔ بات تو تب پتہ چلے گی جب کھلا دو بدو آمنا سامنا ہوگا۔ ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر۔ تصویر دکھانے سے کیا بنتا ہے۔ منظر کشی سے کیا ہوتا ہے۔ ہاتھوں میں ہاتھ پڑنے والے ہیں۔ لمبا قصہ نہیں بس دو چار برس کی بات ہے۔ جب ہاتھوں پڑیں گے تو دنیا دیکھے گی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سیف اللہ سے رومی جرنیل نے کہا تھا کہ کیا تم خودکشی کرنے آئے ہو یا لڑنے آئے ہو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا وعظ کرنے آئے ہو یا لڑنے آئے ہو۔ کل میدان میں جب آمنا سامنا ہوگا تو پتہ چل جائے گا کہ خودکشی کے لئے آئے ہیں کہ میدان میں جنگ کے لئے اور فتح کے لئے۔ اس تمہید کے بعد ہمارے وہ عیسائی بھائی جو پاکستان میں رہتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے حقوق سلب ہورہے ہیں یا ہوگئے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو غور و فکر کی دعوت دینا چاہتا ہوں کہ حقوق کون سے سلب ہوئے ہیں۔ کس حق کی بات ہے۔ قادیانیوں نے بھی یہی کہا تھا کہ ہمارے حقوق سلب ہوگئے ہیں۔ میں دونوں کو سامنے رکھ کر کہتا ہوں۔ انسانی حقوق کس سے عبارت ہے۔ آپ یہاں ہیں۔ پاکستان کے بھی بہت سے دوست یہاں بیٹھے ہیں۔ اپنے ملک کے حالات سے بے خبر نہیں ہیں۔ کیا پاکستان میں عیسائیوں کو شہریت کا حق ہے یا نہیں ہے؟ حاضرین ---ہے--- وہاں شہریت کا حق منسوخ ہوا ہے؟ ملکیت کا حق ہے یا نہیں؟ کسی حکومت نے ان سے کہیں ملکیت کا حق چھینا ہو کہ تم اس ملک میں مکان کے' دکان کے مالک نہیں بن سکتے' ہے یا نہیں؟ آزادی سے نقل و حرکت کا حق ہے یا نہیں؟ جناب کاروبار کا حق ہے یا نہیں؟ کہیں پاکستان میں کسی کی دکان اس لئے بند ہوئی کہ وہ عیسائی ہے؟ ملکیت کا حق ہے' شہریت کا حق ہے' نقل و حرکت کا حق ہے' کھانے پینے کا حق ہے' ووٹ ڈالنے کا حق ہے' اسمبلی میں نمائندے ہیں' کابینہ میں نمائندے ہیں یا نہیں؟ الیکشن لڑتے ہیں یا نہیں؟ نمائندے منتخب کرتے ہیں یا نہیں؟ اسمبلیوں میں جاتے ہیں یا نہیں؟ تنظیم سازی کا حق

ہے یا نہیں؟ عیسائیوں کی تنظیمیں ہیں یا نہیں؟ معاشی حق' شہری حق' انسانی حق' سیاسی حق' کون سا حق ہے جو نہیں---- ایک حق نہیں' جھگڑا اس بات پر ہے وہ ایک کہاوت مشہور تھی جب برلن اکٹھا تھا۔ مشرقی برلن میں کمیونزم کی حکومت تھی اور مغربی برلن میں ویسٹرن سوشلائزیشن تھی۔ مغربی جمہوریت تھی' درمیان میں دیوار تھی جو اب ٹوٹ چکی ہے' افغانستان کے جہاد کی برکت سے۔ کہتے ہیں مغربی برلن سے جو آزاد علاقہ تھا۔ فری سوسائٹی تھی۔ وہاں سے ایک کتا دیوار کا سوراخ عبور کرکے مشرقی برلن جارہا تھا۔ یہ لاغر تھا' کمزور تھا۔ وہاں جب گیا تو وہاں کے ایک کتے سے دوستی ہوگئی۔ اس نے کہا تم کہاں۔ آؤ قطار میں لگو۔ روٹی لو۔ راشن لو۔ راشن بھی وقت پر مل جاتا ہے۔ کپڑا بھی مل جاتا ہے۔ رات کو سونے کی جگہ بھی مل جاتی ہے۔ لائن میں لگو۔ کارڈ میرے پاس ہے کھانا لیتے ہیں۔ دودھ لیتے ہیں۔ اس نے کہا چلو ٹھیک ہے۔ لائن میں لگ جاتے ہیں۔ لائن میں لگا دودھ لیا۔ کھانا لیا۔ دو دن چار دن آرام سے وقت پر روٹی ملی۔ سب کچھ ہوا۔ جب کوٹھیں بھریں تو اب اس نے انگڑائی لی اور بھونکنا شروع کردیا۔ مشرقی برلن کے کتے نے کہا اوں بھائی۔ یہ کیا کررہے ہو۔ اس کی اجازت نہیں ہے۔ یہاں سب کچھ ہے بس بھونکنے کی اجازت نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میں آج آپ حضرات کے سامنے یہ تجزیہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کون سا حق ہم سے مانگا جارہا ہے۔ قادیانیوں نے بھی یہ حق مانگا تھا۔ ہم نے کہا قادیانیوں سے کہ تم بطور اقلیت ایک آزاد اور باوقار اقلیت کی حیثیت سے ملک میں رہو۔ لیکن اقلیت کی حیثیت تسلیم کرو۔ ہم ایک حق تمہیں دینے کے لئے تیار نہیں کہ تم اسلام کے نام پر' مسلمانوں کے نام پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرکے دنیا کو دھوکہ دو۔ دھوکے کا حق دینے کو ہم تیار نہیں ہیں۔ اور اب عیسائی کیا حق مانگتے ہیں۔ پاکستان میں جتنے مقدمے چلے ہیں۔ جن مقدمات کے حوالے سے آج لندن میں بیٹھ کر مسیحی رہنما پاکستان سے آکر پروپیگنڈہ کررہے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی ایک مقدمہ کسی مسلم انسانی حق کے حوالے سے بتاؤ جس حق کا تمہیں اعتراض ہو۔ جو مقدمہ تم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہو۔ تم سے دکان چھینی ہو۔ تم سے کاروبار چھینا ہو۔ تم سے ووٹ کا حق چھینا ہو۔ تم سے نمائندگی کا حق چھینا ہو۔ تم سے کھانے پینے کا حق چھینا ہو۔ تم سے کوئی شہری انسانی حق چھینا ہو۔ لیکن مقدمات کون سے ہیں گل مسیح کا کیس ہے' منظور مسیح کا کیس ہے' سلامت مسیح کا کیس ہے' رحمت مسیح کا کیس ہے۔ یہ سب کے سب مقدمات کس بات پر ہیں کہ کچھ بدبختوں نے جناب نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور اس گستاخی پر مقدمہ درج ہے۔ اس کی اجازت ہم دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بھونکنے کا حق دینے کے لئے تیار نہیں۔ اور میں یہ پوچھتا ہوں مغربی جمہوریت کے ٹھیکیداروں سے کہ گستاخی کب سے حقوق میں شامل ہوگئی ہے۔ کس بات کو حق کہہ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی۔ آج سلمان رشدی پر مغربی ممالک کے لاکھوں پونڈز خرچ ہورہے ہیں۔ ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے؟ کون سا کارنامہ انجام دیا سلمان رشدی نے' مریخ پر گیا ہے' سورج مسخر کیا اس نے' اس نے انسانیت کے لئے کوئی نئی چیز ایجاد کی' اس نے چاند پر کالونی بنائی ہے' سائنس کا کوئی نیا فارمولا ایجاد کیا ہے' میڈیکل سائنس میں کوئی نئی تحقیق دنیا کے سامنے پیش کی ہے' کوئی نیا انکشاف کیا ہے' کوئی ریسرچ کی ہے' کون سے اعزاز پر کون سے کریڈٹ پر سلمان رشدی پر مغرب کی حکومتیں لاکھوں پونڈ خرچ کررہی ہیں۔ اس کا کارنامہ کیا ہے...... جناب نبی کریم ﷺ کی شان میں بکواس کی ہے۔ اسلام دشمن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے سوا سلمان رشدی کی پوری زندگی میں یہ مغربی جمہوریت کے ٹھیکیدار مجھے کوئی کارنامہ بتادیں جس کارنامہ پر سلمان رشدی کو انہوں نے بانس پر چڑھا رکھا ہے۔ سلمان رشدی کو برطانیہ تحفظ دیتا ہے۔ کلنٹن ملاقات کرتا ہے۔ کانگریس سے خطاب کرایا جاتا ہے۔ مغرب کی حکومتیں اس کا خیر مقدم کرتی ہیں۔ کس اعزاز پر؟ کہ جناب نبی کریم ﷺ کی شان کے خلاف بھونکتا ہے اور سلیمہ نسرین کا کارنامہ کیا ہے؟ یورپ کے وزراء خارجہ اپنے اجلاس میں سلیمہ نسرین کے تحفظ کا فیصلہ کرتے ہیں...... کیا یا نہیں کیا؟ اتنا بڑا مسئلہ ہے؟ اس نے یورپ کے لئے پتہ نہیں کیا کچھ ایجاد کردیا۔ سائنس کا کوئی فارمولا پیش کردیا۔ یورپ کے لئے کوئی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے کہ یورپ کے وزراء خارجہ جرمن میں بیٹھ کر سلیمہ نسرین کے تحفظ کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس کو سیاسی پناہ دینے کا اعلان کرتے ہیں۔ اس کو سازش کے تحت بنگلہ دیش سے نکالا جاتا ہے اور سویڈن پہنچنے پر سویڈن کا وزیر خارجہ ایئرپورٹ پر اس کا استقبال کرتا ہے۔ کارنامہ کیا ہے؟ کیا انکشاف کیا اس نے......؟ اس نے انکشاف کیا کہ قرآن مجید کو بدل دینا چاہئے' یہ اب آج کے دور کے قابل نہیں رہا۔ نعوذ باللہ...... یہ کارنامہ ہے اس کا...... اس کارنامہ پر اس کا یہ اعزاز ہے اور اب جرمن وزیر خارجہ کہتا ہے کہ سلیمہ نسرین یورپ کے جس ملک میں رہنا چاہے ہم خوش آمدید کہیں گے۔ اس لئے کہ وہ قرآن شریف کے خلاف بات کرتی ہے۔ نبی آخر الزمان ﷺ کے خلاف بات کرتی ہے۔ آیئے پاکستان میں۔ رابن رافیل کا آج بھی بیان شائع ہوا ہے امریکہ کی نائب وزیر خارجہ کا کہ امریکی حکومت کو بہت ہی اطمینان ہے کہ سلیمہ نسرین حفاظت کے ساتھ یورپ پہنچ گئی۔ ہم جانتے ہیں اس رابن رافیل کو۔ یہی رابن رافیل اسلام آباد میں بیٹھی تھی۔ میرے ضلع گوجرانوالہ کا کیس ہے۔ میں اس مقدمہ کی ایک ایک شق سے بخوبی واقف ہوں۔ اس مقدمہ کو میں خود دیکھ رہا ہوں۔ توہین رسالت کیس۔ گوجرانوالہ سے تئیس میل دور گاؤں کے تین آدمی جناب نبی اکرم ﷺ پر (اللہ معاف فرمائے) گالیاں ذاتی قسم کی گالیاں..... میں جب پرچیاں دیکھیں تو خدا کی قسم ایک پرچی سے آگے نہیں دیکھ سکا اور نہ پڑھ سکا۔ خیر میں اپنی بات نہیں کرتا۔ وہی پرچیاں جس میں جناب نبی اکرم ﷺ کی شان کے خلاف گالیاں لکھی گئی ہیں' جب لاہور کے سیشن جج کے سامنے بطور شہادت کے پیش کی گئیں تو ایک پرچی دیکھنے کے بعد اس جج کو دوسری پانچ پرچیاں دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ وہ بیچارہ اٹھ کر اپنے چیمبر میں چلا گیا۔ آدھا گھنٹہ' اس نے پانی کا گلاس پیا۔ بیٹھا۔ سانس لیا۔ اس نے کہا کیا کروں میری مجبوری ہے۔ مجھے شہادت دیکھنی ہے۔ مگر مجھ میں دیکھنے کی سکت نہیں۔ حوصلہ نہیں۔ اس سلامت مسیح' اس رحمت مسیح' اس منظور مسیح کی ضمانتیں قانون کے خلاف امریکی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے اسلام آباد میں بیٹھ کر اپنی نگرانی میں کروائی ہیں اور ان کو رہا کروایا ہے۔ کیا مسئلہ ہے۔ رابن رافیل اسلام آباد بیٹھی ہے۔ وزیر اعظم کے ساتھ مذاکرات کی میز پر جس مذاکرات کی میز پر پاک امریکہ تعلقات کی بات ہورہی ہے۔ اس مذاکرات کی میز پر گوجرانوالہ کے توہین رسالت کیس کی بات رابن رافیل پاکستان کی وزیر اعظم سے کرتی ہے اور یقین دہانی حاصل کرتی ہے کہ ملزموں کو رہا کیا جائے گا۔ آج شرم کی بات ہے میرے لئے۔ میں اپنے لئے کہتا ہوں اور کسی کے لئے نہیں کہتا۔ میرا اس دن دل چاہتا تھا کہ زمین پھٹے اور میں زمین میں دھنس جاؤں۔ جس دن میرے ملک کا صدر ملک کا سب سے معزز فرد سلامت مسیح کیس کی فائل لے کر امریکہ میں صفائی پیش کرنے کے لئے گیا تھا (حاضرین لعنت لعنت لعنت) کس بات کا رونا روؤں۔ میرے ملک کا صدر سلامت مسیح کیس کی فائل لے کر واشنگٹن کے وائٹ ہاؤس میں صفائی دینے کے لئے گیا تھا کہ جناب نہیں ہم کچھ نہیں کررہے۔ آپ کے یہ لاڈلے جو گالیاں بکتے ہیں۔ جو جناب نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ ہم انہیں کچھ نہیں کہہ رہے۔ ہم رہا کررہے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر منظور مسیح قتل نہ ہوتا تو پاکستان کے مسلمانوں کی ایمانی غیرت کا جنازہ نکل جاتا۔ حضرات محترم میں آپ سے دو باتیں واضح طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں بالکل واضح اور دو ٹوک بات قادیانیوں کے حوالے سے بھی۔ ہم ان کا ہر حق جو اقلیتوں کا مسلمہ حق ہے ماننے کے لئے تیار ہیں اور مانتے ہیں لیکن اسلام کے نام پر' مسلمانوں کے نام پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کا اور دھوکہ دینے کا' دنیا کو فریب دینے کا اور فراڈ کرنے کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مسیحی اقلیت کے لئے بھی کھلی بات ہے۔ کھلے دل سے۔ ہم ان کے کسی حق پر نظر نہیں رکھے ہوئے ہیں۔ تمام حقوق تسلیم کرتے ہیں لیکن کسی کو بھی خواہ وہ کسی طبقے سے تعلق رکھتا ہو جناب نبی کریم ﷺ یا اللہ تعالیٰ کے کسی بھی پیغمبر کی شان میں گستاخی کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ دھوکہ انسانی حقوق میں شامل نہیں ہے' گستاخی انسانی حقوق میں شامل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے خلاف بھونکنا

یہ انسانی حقوق میں شامل نہیں ہے۔ ویسٹرن سویلائزیشن اور مغربی جمہوریت کے علمبردار اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں۔ نہیں تو وقت آرہا ہے۔ زیادہ دور نہیں۔ میرا تو ایمان ہے۔ تاریخ کا طالب علم ہوں۔ تاریخی عمل پر یقین رکھتا ہوں۔ پانچ سات برس کی بات ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔ یہ سارے بادل چھٹیں گے اور اسلام کا سورج پوری تابانی کے ساتھ روشن ہو کر ابھر کر چمکے گا۔ و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

جمعیت علماء اسلام کے قائم مقام امیر مولانا قاری اجمل خان کا خطاب

ما ان مدحت محمداً بمقالتی
و لکن مدحت مقالتی بمحمد
لکل نبی فی الانام فضیلة
و جملتها مجموعة لمحمد

حق جلوہ گرز طرز بیان محمد است
آرے کلام حق بزبان محمد است

ہر حال میں حق کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سردار کریں گے
جب تک ہے دہن میں زباں سینہ میں دل ہے
کذاب کی نبوت کا ہم انکار کریں گے

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
سوچتی ہے دل میں دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر
(صلی اللہ علیہ وسلم)

میں تقریر نہیں کر سکتا' ابھی اسپتال سے آیا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ذکر مبارک بوڑھوں کو جوان کرتا ہے' مردوں کو زندہ کرتا ہے۔

در فشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہبر دنیا کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

میرے بزرگ حضرات فرما رہے تھے کہ بس مجمع کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کردو کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کے عقیدۂ ختم نبوت کے مشن اور تحریک میں برابر کا شریک ہوں اور یہ مشن جس نہج پر چل رہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میں کہتا ہوں۔ ٹھیک نہیں بلکہ الحمد بہت ہی ٹھیک ہے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ اختصار ہے۔ ایجاز ہے۔ میں اپنا حصہ ڈالنا چاہتا ہوں۔ زندگی کا کوئی پتہ نہیں۔ اپنے زمانہ کا ایک علامہ ابن حجر عسقلانی علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ بہاولپور جب تشریف لائے تھے۔ سخت بیماری کے باوجود تو وہاں پر دوسرے ظالم لوگ (قادیانی گروہ) بھی موجود تھے۔ حضرت کے ساتھ علماء کرام شاگرد موجود تھے۔ ان کی شاگردی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ وہ اپنی ذات میں انجمن تھے۔ تحریک تھے۔ وہ بہت کچھ تھے۔ وقت اجازت نہیں دیتا

وسعت دل ہے بہت وسعت صحرا کم ہے
اس لئے مجھ کو تڑپنے کی تمنا کم ہے

انہوں نے ایک جملہ کہا تھا۔ ان کے شاگرد حضرات علماء کرام نے کہا جس طرح اس وقت میرے مخدوم و مکرم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب فرما رہے ہیں کہ بس ہوگیا ہے۔ حضرت سے بھی کہا گیا) حضرت شاہ صاحب آپ بہت بیمار ہیں۔ ضعف کی شدت ہے تو اس پر فرمایا۔ بات یہ ہے کہ بیمار تو واقعی ہوں لیکن میں اس مقدمہ کے سلسلہ میں بذات خود اس لئے جارہا ہوں کہ دوسری طرف جھوٹی نبوت کے طرف دار آئے ہوئے ہیں میں محمد عربی ﷺ کا طرفدار بن کر جارہا ہوں (نعرے ہی نعرے) ہم بھی اسی جذبہ کے تحت آئے ہیں۔ ہمارا یہ ولولہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ہمیں عقیدت ہے۔ محبت ہے۔ الفت ہے۔ فریفتگی ہے۔ شیفتگی ہے۔ اس وارفتگی میں اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں ختم نبوت کے عقیدے پر موت نصیب فرمائے اور اس ختم نبوت کے پرچم تلے۔ آقائے دو عالم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے لواء احمد کے اٹھائے اور آخری نبی ﷺ کے دست شفقت سے حوض کوثر پر پانی عطا فرمائے (نعرے ہی نعرے)۔ سامعین کی طرف سے شعر سے خراج تحسین۔

نازور کاروان ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا
سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے

کان خلقه القرآن۔ گویا آپ ﷺ مجسم قرآن مجید تھے۔

اور صحابہ کرامؓ کا کیا کہنا ہوگا۔ جنہوں نے مزے لوٹے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں نبی آخر الزمان ﷺ کی موجودگی میں اٹھ کر اشعار کے ذریعہ خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ رباعی پیش کرتے ہیں۔ شاعر نبوت ہے۔ اگر مبالغہ ہوتا۔ ذرا بھی شاعرانہ بات ہوتی۔ حضور ﷺ ٹوک دیتے لیکن نہیں ٹوکا تو دلیل ہے کہ سچ کہتے ہو۔ کیا کہا ہے:

و احسن منک لم تر قط عین
و اجمل منک لم تلد النساء

کسی آنکھ نے آج تک ایسا حسین دیکھا ہی نہیں ہے۔ اور کسی ماں نے آج تک ایسا بیٹا جنم دیا ہی نہیں ہے جو آمنہ نے محمدؐ کو جنم دے دیا۔

خلقت مبراء" من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا پیدا فرمایا جس طرح آپ چاہتے تھے۔

سوچتی ہی دل میں دنیا مصطفیٰ کو دیکھ کر
وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

جس پر پروردگار نازاں ہے۔ فرحاں ہے۔ شاداں ہے۔ سانچہ توڑ دیا۔ نہ پہلے بنایا ہے اور نہ قیامت تک بناؤں گا۔ اس جذبہ کے تحت ہم آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ہماری نجات کا سامان فرمادے۔ حضرات علماء کرام نے تقاریر فرمائیں اور آپ نے سنیں اور بھی سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ سننے سنانے' پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ احباب نے یہاں طویل مضامین پڑھے لیکن میری زبان کا حصہ تھا مختصر۔

میں نے تو بزم نعت میں اتنا ہی کہہ دیا
بعد از خدا توئی قصہ مختصر

نام محمد۔ آپ نے سب کی باتیں سنیں۔ میں ذرا نام پر بات کہہ دوں۔ حجت ہو جائے۔ ایسا نام تجویز فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں کسی کا بھی نہیں۔ ایسا نام دنیا میں کسی کا نہیں ہے جو اس کی ساری زندگی کا آئینہ دار ہو۔ سوائے آمنہ کے لال حضرت محمد ﷺ کے۔ دادا نام رکھتا ہے۔ سارا خاندان حیران ہے کہ محمد (ﷺ) نام کیوں۔ پوچھتے ہیں یہ کیا۔ اوپر کسی کا نہیں ہے۔ نیچے کسی کا ہوگا یا نہیں ہوگا۔ پوری تاریخ میں نہیں ہے۔ جواب دیتے ہیں الہامی نام ہے۔ رجوت ان یحمد فی السماء والارض میں نے یہ نام اپنے نومولود یتیم پوتے کا کیوں رکھا ہے محمد۔ محمد حمد سے ہے اور حمد تعریف کو کہتے ہیں۔ یہ عرض کرتا ہوں تھوڑی دیر کے لئے۔ پہلا نام محمد نہیں ہے۔ آسمانوں میں پہلا نام احمد ہے۔ بعد میں دنیا میں نام محمد ہے۔ دلیل۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔ جب رات ختم ہونے لگی۔ رات میں ستارے چمکے' چاند چمکا' روشنی آئی لیکن رات ختم نہیں ہوئی لیکن جب صبح صادق آئی۔ مبشر بن کر آئی کہ آفتاب آرہا ہے۔ وہ کون ہے صبح صادق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و مبشرا برسول یاتی من بعد اسمه احمد اور آپ عیسیٰ علیہ السلام خوشخبری دیتے ہی رہے بعد میں آنے والے پیغمبر کی جن کا نام نامی ہوگا احمد۔ محمد نہیں۔ علماء اور مفسرین نے لکھا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اعلان کر رہے ہیں احمد۔ احمد اسم تفضیل سپرلیٹیو ڈگری ہے۔ سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ مجھ سے۔ پہلوں سے بھی۔ سب سے زیادہ تعریف محمد عربی نے کی ہے۔ اس لئے احمد کہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کی تو احمد الحامدین لربه تو پروردگار نے نام رکھا محمد اور یہی قیامت کے دن ہوگا میرے دوستو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور ﷺ کے جھنڈے تلے اٹھائے۔ کیا ہوگا۔ پہلے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی تعریف فرمائیں گے۔ جب ساری مخلوق پریشان ہوگی۔ شفاعت کا مسئلہ سنا ہے آپ نے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام انکار کردیں گے۔ حضور ﷺ فرمائیں گے انا لها۔ انا لها میں شفاعت کے لئے ہوں' میں تمہارے لئے ہوں۔ اور جا کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ کی حمد اور ثناء بیان فرمائیں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ تعریف کروں گا جو دنیا میں کسی نے

(باقی ہے)

نہیں کی ہوں گی۔ میرے رب نے اس وقت آپ کے دل میں اپنی وہ ثناء القا کی ہوگی۔ اس وقت آپ "احمد" کا پورا مظہر ہوں گے۔ کیونکہ سب سے زیادہ تعریف' سارے نبیوں' ساری مخلوق میدان محشر میں ہوگی۔ حضور ﷺ سے بڑھ کر تعریف کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ مسئلہ شفاعت کا حل ہو جائے گا۔ ساری مخلوق حضور ﷺ کی تعریف میں رطب اللسان بیک وقت ہو جائے گی تو پہلے احمد مظہر اتم اور پھر محمد کا مظہر اتم بن جائیں گے۔ احمد جس نے سب سے زیادہ تعریف کی ہے محمد جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ آج کوئی جگہ خالی نہیں ہے کہ جہاں نام محمد نہ ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کسی بزرگ نے لکھا ہے۔ جب تک دونوں ہونٹ جڑ کر بوسہ نہ دیں نام محمد لکھا ہی نہیں ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ ﷺ کے صاحبزادگان تشریف لے گئے۔ کافروں نے کہا ابتر نسل ختم۔ مالک کائنات نے جواب دے دیا۔ نہیں تمہیں کہنے والا ابتر ہے۔ اس کی نسل ختم ہوگی۔ جس نے کہا۔ اس کے بیٹے آپ ﷺ کے صحابی بنیں گے۔ آپ ﷺ کا نام روشن کریں گے۔ آپ کا تذکرہ کریں گے۔ تفاسیر میں لکھا ہے۔ میں نے اولاد اس لئے اٹھائی کہ اگر زندہ رہے (قاسم' عبداللہ' طیب و طاہر کوئی) تو پھر دعویٰ نبوت کا کریں گے یا نہیں اگر دعویٰ نبوت کا کرتے ہیں تو ختم نبوت کا باب نہیں رہتا۔ اگر نہیں آئے تو لوگ کہیں گے بڑے باپ کے بیٹے قابل نہیں نکلے۔ مالک نے فرمایا۔ ہم بچپن میں اولاد اٹھا لیتے ہیں۔ اولاد نام روشن کیا کرتی ہے۔ مالک نے کہا پیارے تیرا نام روشن اولاد کیا کرے گی میں خالق دو جہاں خود ذمہ داری لیتا ہوں۔

ورفعنا لک ذکرک۔ میں ذمہ داری لیتا ہوں جہاں میرا نام لیا جائے گا تیرا نام بھی لیا جائے گا۔ یورپ میں بھی لیا جائے گا' افریقہ میں بھی لیا جائے گا' امریکہ میں بھی لیا جائے گا' اسلامی ممالک میں بھی لیا جائے گا' خاص کفر گڑھ میں بھی تیرا نام لیا جائے گا' جہاں میرا نام ہوگا وہاں تیرا نام بھی ہوگا۔

مرزائی پنپ نہیں سکتے۔ بچ نہیں سکتے۔ امتحان ہے مسلمانوں کا۔ انشاء اللہ ان کا انجام مسیلمہ کذاب جیسا ہوگا۔

قبول اسلام

گزشتہ دنوں ایک قادیانی نوجوان نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی آکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کے ہاتھ پر برضاء و رغبت اسلام قبول کیا اور قادیانی مذہب چھوڑا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے اس نوجوان کو جس کا نام ریاض احمد تھا کلمہ پڑھایا۔ اس نوجوان نے برملا اعلان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتا ہوں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا کیونکہ نبوت کا دروازہ آنحضرت ﷺ پر بند ہو گیا۔ قیامت کے نزدیک حضرت عیسیٰ آسمانوں سے نازل ہوں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نہ نبی ہے' نہ مہدی ہے' نہ مسیح موعود ہے۔ آخر میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے اس نوجوان کی استقامت کے لئے دعا کی۔

ایسی بات نہیں۔ ہم بھی مسلمان کسی لیڈر کے لئے' کسی پلیڈر کے لئے' کسی ریفارمر کے لئے' کسی فلاسفر کے لئے جان دینے کو گولی کھانے کو تیار نہیں' نبی ﷺ کے ناموس کی بات ہے آنچ آجائے۔ فاسق و فاجر' شرابی کبابی' زانی' بدمعاش' غنڈہ مسلمان بھی نبی کے ناموس پر اپنی جان دینے کو تیار ہے۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی تو ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں

میں لاہور سے آیا ہوں۔ دس ہزار مسلمانوں نے جان دی ہے۔ آج بھی نبی اکرم ﷺ کے ناموس پر کٹ مرنے کو تیار ہیں۔ انشاء اللہ رہے گا یہ سلسلہ۔ کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ نام بڑا پیارا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نام پر مرمٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس نام کے مسمی کی عزت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں چلتے ہوئے ایک بات کہتا جاؤں اس نام میں ۳۱۳ رسولوں کا عدد موجود ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں۔ اس میں تمام نبی ہیں۔ ۳۱۳ رسول ہیں پر نام ایسا رکھا محمدؐ میں ۳۱۳ ہیں۔ دعویٰ ہے۔ ایسا نام ہے۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ اب ایسا دوسرا آئینہ نہیں سکتا۔

نہ ہماری چشم فیاض میں' نہ دکان میں آ' نہ سانس میں محمد ﷺ' احمد ﷺ۔ احمد سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ محمد جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ احمد اسم تفضیل۔ محمد اسم مفعول۔

ہوں لاکھوں سلام اس آقا پہ
بت لاکھوں جس نے توڑ دیئے
دنیا کو دیا پیغام سکون
طوفانوں کے رخ موڑ دیئے
اس محسن عالم نے احساں
کیا کیا نہ دیا انسانوں کو
منشور دیا دستور دیا
کچھ راہیں دیں کچھ موڑ دیا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے اندر حضور ﷺ کا عشق پیدا کرکے اپنی محبت پیدا فرمائے۔ اور ایمانی خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ اس یورپ کو اور تمام کفری دنیا کو ان مرزائیوں اور ظالموں کی دست برد سے بچائے۔ میں موازنہ نہیں کرتا اور نہ ہی اس ظالم (مرزا غلام احمد قادیانی ملعون) کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی ایک مقرر تذکرہ کر رہے تھے وہ ایسا تھا وہ ایسا تھا۔ مگر میرے خیال میں اس کا ذکر کرنا ہی کیا ہے' وہ تو توہین ہے حضور ﷺ کا مقابلہ۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بقیہ: حکومت سے مطالبات

وصول کیا جائے۔ اس سلسلہ میں فوری طور پر چھاپے مار کر میسرز انجمن احمدیہ ربوہ تجارتی ادارہ کا ریکارڈ سرکاری قبضہ میں لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ربوہ میں قادیانی پرائیوٹ اسکولوں و کالجوں سے بھی سوشل سیکیورٹی اور دوسرے سرکاری ٹیکس وصول کئے جائیں جبکہ میسرز انجمن احمدیہ ربوہ کا سالانہ بجٹ ۱۰ کروڑ روپے کے قریب ہے اور تحریک جدید و وقف جدید کے الگ بجٹ ہیں جبکہ انجمن احمدیہ صرف پانچ لاکھ روپے کے قریب انکم ٹیکس ادا کرتی ہے اس کے ملازمین کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے اور سالانہ تنخواہ کا خرچہ دو کروڑ روپے ہے۔ اس قادیانی تجارتی ادارہ انجمن احمدیہ ربوہ کی آمدنی مسلمانوں کو مرتد کرنے پر خرچ کی جاتی ہے۔

●●

نظریۂ انسدادِ آبادی

ڈاکٹر عبید الرحمٰن چوہدری، مصطفیٰ آباد لاہور

روشن خیالی یا ڈیڑھ ہزار سال پرانی جاہلیت

چودہ سو سال پہلے ہی اللہ نے قدیم نظریہ الحاد کو طشت ازبام کر دیا تھا

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور جتنے فرائض انسانیت پر عائد کرتا ہے ان کا مقصد یہی ہے کہ انسان ہلاکت اور تباہی کے راستے کو ترک کرکے امن و سلامتی کے فطری تقاضوں سے بہرہ ور ہو سکے اور اس پر عمل پیرا ہو کر اپنے پر از خود مسلط کردہ جہالت کو خیرباد کہہ کر اپنے سینے کو شمع اسلام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منور کرلے کیونکہ خالق حقیقی نے چودہ سو برس پیشتر اسی سچی اور لازوال کتاب میں ہر زمان و مکان پر محیط تمام ضروری احکام سمو دیئے جن کا نفاذ تاقیامت ہر حال اور ہر زمانے میں موزوں ترین اور معتبر ہو سکتا ہے۔ اس میں مزید کسی رد و بدل یا کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔ گویا ہر دور میں یہی جدید ترین ضابطہ حیات بالیقین موجود رہے گا۔ یہی وہ سراج منیر ہے' جسے ہر دارالامن و دارالحرب میں رہنمائی کے لئے نئی روشنی منعکس کرنے والا چراغ راہ کہا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی چمک دمک خواہ کیسی بھی دلکش و دلربا کیوں نہ ہو' اس کے سامنے ماند ہوگی۔

اس سلسلے میں صرف دو آیات جن کی جامعیت مسلم ہے' استفادہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

ا۔ کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربھم۔ (سورۃ ابراہیم : ۱)

ترجمہ۔ "یہ کتاب ہے ہم نے اس کو تیری طرف اتارا تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے اپنے رب کے حکم سے۔"

ب۔ یخرجھم من الظلمت الی النور باذنہ و یھدیھم الی صراط مستقیم۔ (سورۃ المائدہ : ۱۶)

ترجمہ۔ "(اللہ) نکالتا ہے ان کو (کفر و الحاد کی) تاریکیوں سے (اسلام کی) روشنی کی طرف اپنے حکم سے اور ان کو سیدھا راستہ (بلا افراط و تفریط) دکھاتا ہے۔"

اس تمہید کے بعد اب زیر عنوان موضوع پر چند مثالیں کلام اللہ سے بطور شہادت و وضاحت درج ذیل ہیں۔

ا۔ بے پردگی اور عریانی

اللہ تعالیٰ صنف نازک کے متعلق حکم صادر فرماتا ہے۔

قرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی۔ (سورۃ احزاب : ۳۳)

ترجمہ۔ "اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔"

اس آیت کریمہ میں تلقین کی گئی ہے کہ اپنے گھروں میں وقار و سکون سے رہو اور بلاشد ضرورت باہر نہ نکلو' اس طرح کہ تمہارا حسن نمایاں ہو۔ چہرے کی بے پردگی ہو۔ خواہ شوخ لباس سے زینت کا اظہار ہو۔ نیم عریاں یا چست لباس یا خوشبو جو راہ گیروں کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہے۔ یہ سب کام "تبرج" کے زمرے میں آتے ہیں۔ گو ڈیڑھ ہزار سال پہلے رواج (تبرج) کو اللہ تعالیٰ نے پرانی جاہلیت قرار دیا ہے مگر آج ایک مخصوص طبقہ اسے ماڈرن یا نئی روشنی اور ثقافت و جدت پسندی جیسے نام دے کر فاخر و نازاں ہے۔ اور کلام اللہ کو جھٹلانے پر کوئی عار بھی محسوس نہیں کرتا۔ دراصل ماڈریٹ (Obsolete) تو قرآنی احکام ہیں جو قدیم و جدید ادوار میں قابل نفاذ و التفات اور موثر رہتے ہیں۔ آبسولیٹ (Moderate) یعنی متروک یا غیر مروجہ اور ناقابل عمل نہیں ہو جاتے مگر ان سے استفادہ کے لئے عقل سلیم چاہئے۔ فانہ الیس نہیں۔

۲۔ اندیشہ افلاس

چودہ سو سال پہلے ہی رب العالمین نے قدیم نظریہ الحاد کو طشت ازبام کر دیا تھا اور صحیح رہنمائی بھی کر دی تھی۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

ا۔ ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم و ایاھم۔ (سورۃ الانعام : ۱۵۱)

ترجمہ۔ "اور اپنی اولاد کو افلاس کی وجہ سے نہ مار ڈالو۔ ہم (ہی) تم کو روزی دیتے ہیں۔ اور ان کو بھی دیں گے۔"

ب۔ ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم و ایاکم ان قتلھم کان خطاء کبیرا۔ (بنی اسرائیل : ۳۱)

ترجمہ۔ "اور اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور تم کو بھی دیتے ہیں بے شک ان کا قتل بہت بڑی خطا ہے۔"

یہ آیات کریمہ ان معاشی بنیادوں کو قطعی منہدم کر دیتی ہیں' جن پر قدیم زمانے سے آج تک ضبط ولادت کی تحریک اٹھتی رہتی ہے۔ افلاس کا خوف قدیم زمانے میں قتل اطفال اور اسقاط حمل کا محرک ہوا کرتا تھا اور آج اسی ضمن میں ایک تیسری تدبیر (یعنی ایک نئے انداز میں) منع حمل نے جنم لیا ہے۔ مبادا انسانی آبادی بڑھ کر قلت خوراک کا مسئلہ پیدا کر دے۔ گویا اسی فرسودہ باطل نظریے کے حامل سیکولر شکاری عوام کو پھانسنے کے لئے ایک نیا دام تزویر لائے ہیں۔ غیر فطری اور ناروا ذرائع اپنا کر صرف افلاس کے ڈر سے انسداد آبادی کو خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کا نام دے دیا گیا ہے۔ قوم لوطؑ پر لواطت (ہم جنس پرستی) کے فعل بد کی وجہ سے سخت عذاب آیا اور اسے نیست و نابود کر دیا گیا۔ مگر جہل مرکب کی انتہا ہو گئی کہ آج اہل مغرب اور معاونین تو مرد و زن دونوں کی ہم جنس پرستی کو تمام دنیا میں قانونی شکل دینے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

یعنی ستیاناس پر سوا ستیاناس۔ ہزاروں سال قبل فراعنہ مصر میں کنڈوم (مانع حمل لوازمات) کا استعمال بہت مقبول تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جانوروں کی کھال یا آنت سے تیار ہوتے تھے۔ شاید اسی حوالے سے ایسے افعال بد کو قانونی شکل دینے کے لئے اہل مغرب نے مصر کی سرزمین کو زرخیز سمجھ کر قاہرہ کانفرنس کا اہتمام کرکے نم دینے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو تاقیامت ہر دور کے لئے مشعل راہ سے تعبیر فرمایا۔ چنانچہ اس کے نزول سے ظلمت کے بادل چھٹ گئے اور نئی روشنی کی راہیں ہموار ہو گئیں مگر افسوس کہ آج اسے رول بیک کرنے کے لئے کفار و فجار کی یہ گھناؤنی سازش بنی نوع انسان کو بحر ظلمات کی اتھاہ گہرائیں میں غرقاب کر دینے کی سعی رذیلہ کے مترادف ہے۔ غور طلب بات ہے کہ انسانوں کو تو ضبط ولادت کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ مگر دوسری جاندار مخلوق اس سے بے نیاز اپنے حصے کا رزق بلاخوف و خطر حاصل کر رہی ہے۔ حیف ہے ان احمقوں پر جنہیں پروردگار عالم کی طرف سے یقین دہانی کے باوجود بھوکے مرجانے کا خوف لاحق ہے۔

محولہ بالا آیات میں کھانے والوں کی تعداد گھٹانے کی تخریبی کوشش کی بجائے ان تعمیری مساعی میں اپنی قوتیں اور صلاحیتیں صرف کرنے کا راز پنہاں ہے جس سے اللہ کے بنائے ہوئے قانون فطرت کے مطابق رزق میں افزائش ہوا کرتی ہے۔ مثلاً عوام کو روزگار مہیا کرنے کے لئے فیکٹریاں قائم کی جائیں' زراعت اور صنعت و حرفت کے لئے رہنمائی اور حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر کامل یقین رکھتے ہوئے اس کے تمام احکام پر عمل کیا جائے۔ دراصل خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی اسی نہج پر ہونی چاہئے نہ کہ انسداد آبادی کے لئے مانع حمل ادویات یا اسقاط حمل وغیرہ جیسے ناروا غیر فطری ذرائع اختیار کئے جائیں۔

انسان کو بار بار متنبہ کیا گیا ہے کہ رزق رسانی کا انتظام تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ اس پروردگار کے ہاتھ میں ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور زمین میں بسایا جیسے وہ پہلے آنے والوں کو روزی دیتا رہا۔ بعد میں آنے والوں کو بھی دے گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کے متعدد ممالک میں کھانے والوں کی آبادی جتنی بڑھ گئی ہے اتنے ہی بلکہ بارہا اس سے بہت زیادہ معاشی ذرائع وسیع ہوتے چلے گئے۔ لہٰذا اللہ کے تخلیقی نظام میں بے جا دخل اندازیاں حماقت کے سوا کچھ نہیں۔

باقی صفحہ پر

ختم نبوت کانفرنس

صدیق آباد

۱۷ویں سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس مسلم کالونی صدیق آباد منعقدہ ۱۳،۱۴ اکتوبر میں متفقہ طور پر منظور شدہ قراردادیں مندرجہ ذیل ہیں۔

○ ۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق

○ پاکستان میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرے۔

○ قادیانی عبادت گاہوں کی ہیئت تبدیل کی جائے تاکہ وہ دیکھنے میں مسجد معلوم نہ ہوں۔

○ قادیانیوں کو تمام سرکاری محکموں کی کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے۔ بالخصوص اکھنڈ بھارت کے قائل ہونے کی وجہ سے مسلح افواج سے برطرف کیا جائے۔

○ ۔ موجودہ حکومت توہین رسالتؐ کے قانون میں اقلیتوں کی ناز برداری کرتے ہوئے پرچہ درج کرنے کا طریقہ کار تبدیل کرنے کا اعلان کرچکی ہے' طریقہ کار کو انتہائی پیچیدہ اور پر پیچ بنایا جارہا ہے۔ توہین رسالتؐ دفعہ ۲۹۵۔ سی کے قانون میں زیر زبر کی ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی لہٰذا اس کو ناقابل دست اندازی پولیس جرم نہ بنایا جائے بلکہ پہلے کی طرح قانون کو برقرار رکھا جائے۔

○ ۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت قادیانیت کی تبلیغ پر قانوناً" پابندی عائد ہے' پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس ۱۹۸۴ء کی دفعہ ۲۹۸ ذیلی دفعہ (۱) کی شق سی کے تحت الفضل ربوہ اور دوسرے رسائل کے ڈیکلریشن منسوخ کئے جائیں جیسا کہ ۲۸۔۳۔۸۷ سے ۲۸۔۳۔۸۸ تک بند کیا تھا۔

○ ۔۔ ڈش انٹینا کے ذریعہ جہاں قادیانیت کی تبلیغ کی جارہی ہے' وہاں غیر ملکی فحاشی و عریانی کو ملک میں فروغ دیا جارہا ہے' یہ مسلمانوں کے ایمان اور اخلاق کو تباہ کرنے کی ناپاک جسارت ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ سعودی عرب کی طرح پاکستان میں بھی ڈش انٹینا پر پابندی عائد کی جائے۔

○ ۔۔ پورے ملک میں کچی آبادیوں کو رہائشی حقوق دیئے جارہے ہیں جبکہ ربوہ دریائے چناب کے کنارے اور پہاڑوں کے دامن میں ۱۹۴۸ء سے موجود مسلم آبادی کو گرانے کی تیاری کی جارہی ہے' انہیں انتظامیہ کی طرف سے قادیانیوں کے کہنے پر روز بروز گرانے کے زبانی آرڈر اور دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ربوہ کی ان آبادیوں کو کچی آبادی ڈکلیئر کیا جائے اور ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

مقالہ نگاری کے رہنما اصول

خصوصاً طلبہ مدارس عربیہ کے لئے

مولانا شمس تبریز خاں' لکھنؤ یونیورسٹی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو صلاحیتیں عطا کی ہیں' ان میں خیر و شر دونوں کے امکانات ہیں اور ان کا طریقہ استعمال انہیں برا یا بھلا بناتا ہے۔ ہمارے سامنے ابتدائے کائنات سے خیر و شر کا معرکہ برپا ہے جس میں چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی ستیزہ کار اور جنگ آزما ہے۔ اس لئے انسان کی سعادت یہ ہے کہ وہ اس معرکے میں خیر کا سپاہی اور حامی بنے اور شر و فساد کی طاقتوں سے پنجہ آزمائی کرے' اسلام میں اس فیصلہ کن معرکے کا نام جہاد ہے' جو شمشیر و سناں کے ساتھ قلم و زبان سے بھی انجام دیا جاتا ہے اور زندہ قومیں آج بھی ان سے کام لے رہی ہیں' یہ افسوس ناک حقیقت ہے کہ ہم اس معرکے میں دفاعی پوزیشن میں بلکہ اس سے بھی بدتر حالت میں ہیں' اور ہماری صفیں ابتر ہیں' ہمارے اسلحے ناکارہ اور طریقہ کار فرسودہ ہوچکا ہے مگر اس تاریکی میں امید کی کرن یہ ہے کہ دنیا اپنی نظریاتی کشمکش سے عاجز ہو کر ایک بہتر نظام حیات کی تلاش میں ہے اور سرد و گرم جنگوں کے عذاب میں مبتلا ہو کر امن و انسانیت کے فطری اقدار کی طرف راغب ہے' دنیا کے اس فکری و سیاسی خلاء کو دین فطرت' اسلام ہی پر کرسکتا ہے اور اسے دین و دنیا کی نجات یا سعادت دارین عطا کرسکتا ہے۔

تاریخ انسانی نے اپنے طویل سفر کے بعد جن مہذب اقدار کو اپنایا ہے' ان میں جنگ و جدال کی جگہ مکالمات و مذاکرات اور تقریر و تحریر کے ذریعہ نفرت اور باہمی کشیدگی اور اختلافات کی خلیج کو کم کرنے کی کوشش بھی ہے' جس کے لئے سفارتی ذرائع' صحافت و نشریات' بین المذاہب مکالمات کے طریقے اپنائے جاتے ہیں' جن سے بڑی حد تک بین الاقوامی مفاہمت اور امن عالم کی راہ ہموار ہوئی ہے۔

ان تمام ذرائع ابلاغ میں آج تحریر کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور جائز و ناجائز ہر مقصد کے لئے اس سے بڑے پیمانے پر کام لیا جاتا ہے' دنیا کی بڑی طاقتیں اور زندہ قومیں تحریری اسلحہ سے بھی پوری طرح کام لے رہی ہیں اور ان کی تحریروں نے ایک طوفان و سیلاب کی شکل اختیار کرلی ہے' جن سے مرعوب ہو کر کچھ لوگ سوچنے لگتے ہیں کہ ہم اپنی تحریروں سے اس سیلاب پر بند نہیں باندھ سکتے کہ مغرب کا یہ سیلاب روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

مگر سیلاب کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم اس پر پشتہ نہیں تیار کرسکتے تو محفوظ جزیرے تو قائم کرسکتے ہیں یا اس کو عبور کرنے کے لئے کوئی پل تو تعمیر کرسکتے ہیں یا کم از کم کشتیاں اور سفینہ نجات(Life Boot) تو بنا سکتے ہیں؟

عصر حاضر میں تحریر کی اہمیت کا کچھ اندازہ ہم مذکورہ تمثیل سے کرسکتے ہیں کہ آدمی کو سیلاب سے بچنے کے لئے کم از کم ہاتھ پاؤں مارنا ہی پڑتا ہے۔

قف دون رایک فی الحیاۃ مجاھدا

ان الحیاۃ عقیدۃ و جھاد

صحت فکر و نظر:۔ کوئی بھی تحریر لفظ و معنی کا مجموعہ ہوتی ہے' جن کے حسن سے اس کا حسن نکھرتا ہے اور اس کی اہمیت اور قدر و قیمت متعین ہوتی ہے' اس لئے ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم جو خیال پیش کریں وہ صحیح و صحت مند' مثبت و مفید اور نتیجہ خیز ہو' اور زندگی کو نئی معنویت' افادیت اور ترقی و توانائی عطا کرتا ہو' یا کسی غلط فہمی' غلط رجحانات و خیالات اور باطل افکار و نظریات کی تردید کرتا ہو' جو انسانی زندگی کے لئے خطرناک اور تباہ کن ہیں۔

اس لحاظ سے ہماری پہلی فکر و کوشش صحت فکر و نظر کی ہونی چاہئے … کی حفاظت اسلامی تصورات اور کتاب و سنت کی تعلیمات میں بدرجہ اتم موجود ہے' ہمیں زیادہ سے زیادہ اس مثالی نمونہ اور ابدی معیار سے قریب رہنا چاہئے اور انہیں اپنے فکر و عمل کی میزان بنانا چاہئے۔

دوسری طرف مذاہب عالم' تاریخ عالم (خصوصاً" تاریخ یورپ) مغربی تحریکات' مغربی ادب و فلسفہ' علوم جدیدہ اور اپنے معاصر فلسفہ و مذاہب اور حالات حاضرہ سے گہری واقفیت اور تنقیدی مطالعے سے اسلامی اقدار و افکار کو تقویت دینی چاہئے اور اسلام کو انسانی دنیا کے غالب فکری رجحان اور وقت کے موزوں ترین ناگزیر اور نجات دہندہ فلسفہ حیات کے طور پر پیش کرنا چاہئے جو آیت کریمہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا تقاضا ہے۔

زبان و بیان :- موثر و طاقتور تحریر کے لئے زبان و بیان کی عمدگی اور شائستگی' پختگی و برگزیدگی لازمی شرط ہے۔ اس لئے زبان کی اصلاح و ترقی کے لئے نظم و نثر کے عمدہ اور معیاری ادبی نمونوں اور مشاہیر شعر و ادب کی تصانیف کا مطالعہ ضروری ہے اور ان میں بھی اسلامی الفکر یا صحت مند فکر رکھنے والے شعراء و ادباء کو پیش نظر رکھنا چاہئے' جن کا ادبی سرمایہ کمیت و کیفیت میں اتنا اور ایسا ہے جسے ادب کے مورخ نظر انداز نہیں کر سکتے۔

ادب کا مطالعہ ہی ذخیرۂ الفاظ فراہم کرتا ہے' جس سے آپ مناسب و موثر اظہار خیال کے لئے کام لے سکتے ہیں' برصغیر میں اسلامی فکر کے خادموں کو اردو' عربی' فارسی کے ساتھ انگریزی اور ہندی سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔

یہاں میں ادب کو اس کے وسیع معنوں میں استعمال کر رہا ہوں' صرف ادب کے روایتی مضامین و اصناف نہیں بلکہ اس میں تاریخ و جغرافیہ' فلسفہ و سائنس' سیرو سوانح اور مذہبی تحریریں بھی شامل ہیں جو ادبی زبان میں اور علمی اسلوب میں لکھی گئی ہوں کہ ادب کو میں زندگی ہی کی طرح ہمہ جہت' ہمہ صفت اور ہمہ گیر سمجھتا ہوں' اور ذہنی و عملی دونوں سطحوں پر تحفظات و تعصبات کو غلط سمجھتا ہوں' اور اقبال پسندی کے اقبالی مجرم ہونے کے ناتے قصہ قدیم و جدید کو دلیل کم نظری مانتا ہوں اور اس کا قائل ہوں کہ۔

مشرق سے نہ پرہیز نہ مغرب سے حذر کر

فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر

اسلوب :- اسلوب و طرز نگارش کے سلسلے میں یہ بنیادی بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ہر مصنف اپنا اسلوب اسی طرح خود لے کر آتا ہے' جس طرح وہ اپنی ممتاز و منفرد شخصیت اور شکل و صورت لے کر آتا ہے' اس لئے نقل و تقلید کے بجائے اپنی توجہ اپنی مخصوص انفرادیت اور اپنی ذاتی صلاحیت کی پہچان' تعمیر خودی اور عرفان ذات پر مبذول کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیت کی قدر کرتے ہوئے اسے پروان چڑھانا چاہئے' اس نکتے کی طرف مجھے سب سے پہلے بزرگ ادیب پروفیسر رشید احمد صدیقی مرحوم نے متوجہ کیا تھا' جسے میں نے بالکل صحیح پایا' اس لئے اسلوب کے سلسلے میں کوئی غیر فطری و مصنوعی طریقہ اپنانے کے بجائے اپنے فکری و شعوری تقاضوں کے تحت لکھتے رہنا چاہئے کہ اس طرح خود بخود ایک فطری اسلوب پیدا ہو جائے گا جو طاقتور اور موثر ہو گا تو اپنی انفرادیت کا نقش بھی قائم کر دے گا۔

عملی طریقہ :- کسی موضوع پر لکھنے کے لئے اس کے متعلق موافق و مخالف مواد کا پورا احاطہ کرنا چاہئے کہ کوئی بات دائرۂ تحقیق سے باہر نہ رہ جائے' مولانا ابو الحسن علی صاحب ندوی مدظلہ نے مولانا سید سلیمان ندوی کا قول نقل کیا کہ "اتنا پڑھو اتنا پڑھو کہ علم ابلنے لگے اور قلم لکھنے پر مجبور ہو جائے۔" یعنی وسعت مطالعہ و معلومات جب معیار مطلوب تک پہنچ جاتے ہیں تو انہیں احاطہ تحریر میں لانے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔

لکھتے وقت اپنی تحریر کا ایسا جامع عنوان رکھنا چاہئے جو پورے مضمون و مواد کا غماز اور اشارہ ہو۔ پھر تمہید میں موضوع کا اجمالی تعارف اور اس کی اہمیت واضح کرنی چاہئے اور سورۃ فاتحہ کا مثالی نمونہ سامنے رکھنا چاہئے' جس کے بارے میں اہل نظر جانتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کا سرعنوان اور اشاریہ ہے۔ پھر ترتیب و تسلسل کے ساتھ نفس موضوع کے مثبت و منفی پہلوؤں کا ذکر کرنا چاہئے اور اخیر میں مرتبہ و مطلوبہ نتائج کا خلاصہ پیش کرنا چاہئے' اور سابقہ روایت کی توسیع و تجدید کے ساتھ اپنی دریافت اور اپنے نتائج فکر بھی سامنے لانے چاہئیں' جس سے علم و ذوق میں اضافہ ہو۔

مواد :- مواد کے لئے حتی الامکان اولین ماخذ اور بوجہ مجبوری معتبر ثانوی ماخذ سے کام لینا چاہئے۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے بارے میں لکھا تھا کہ وہ متاخرین کے حوالے سے اس طرح پرہیز کرتے تھے گویا بعد کی صدیاں ان کے لئے آئی ہی نہ تھیں' کتابوں کے بجائے اخباری حوالے اور انسائیکلوپیڈیائی حوالے دوسرے کی چیز سمجھے جاتے ہیں' اس لئے ان سے بقدر ضرورت ہی استفادہ کرنا چاہئے۔

ہر بات کتاب' مصنف' جلد' صفحہ' مقام اشاعت' سنہ اشاعت اور اگر ماہوار ہے تو ماہ اور اگر روزانہ ہے تو تاریخ اشاعت کے حوالے سے کہنی چاہئے اور مقالہ و کتاب دونوں میں اس کا التزام کرنا چاہئے' مقالہ و مضمون کی حد زیادہ سے زیادہ سو صفحات ہیں' اگر مواد اس سے زیادہ کا ہے تو اسے کتابی شکل دینی چاہئے۔ مقالے میں اجمال اور اختصار کا ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہئے' اور عربی اصطلاح کے مطابق ایجاز مخل (مخل انداز ایجاز) اور اطناب ممل (اکتا دینے والے اطناب) و طوالت سے واقعی پرہیز کرنا چاہئے۔

○۔ ربوہ میں قادیانیوں کی ملی بھگت سے انتظامیہ نے ریلوے کے ایریا میں مسلمانوں کے مکانات و دکانیں مسمار کردیں حالانکہ پورے ملک میں ریلوے کے تجاوزات کو نہیں چھیڑا گیا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ اس کی انکوائری کرائے ریلوے و انتظامیہ کے جن افسروں نے قادیانی سازش کا حصہ بن کر شرارت کی ہے' ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے اور ربوہ میں بے گھر ہونے والے مسلمانوں کو ربوہ کے گرد و نواحی پلاٹوں میں متبادل جگہ مہیا کی جائے اور ان کے نقصان کی تلافی بھی کی جائے۔

○۔ آج کا یہ عظیم الشان اجتماع پنجاب کے وزیر اعلیٰ منظور وٹو سے براہ راست مطالبہ کرتا ہے کہ ہماری مصدقہ اطلاعات کے مطابق ان کا والد چوہدری جہانگیر وٹو مرزا قادیانی ملعون کی متعفن لاش کو ان کی وزارت کے کندھوں پر اٹھا کر علاقہ بھر میں قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے' اس کا یہ اقدام علاقہ بھر کے مسلمانوں کے لئے اشتعال انگیز اور ہمارے لئے پریشان کن ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب منظور وٹو اپنے باپ کو ان مذموم' غیر آئینی و کافرانہ حرکات سے روکے اور قادیانیت کی تبلیغ کے جرم میں ۲۹۸۔سی کے تحت اسے گرفتار کر کے مقدمہ درج کیا جائے۔ ورنہ اسلامیان پاکستان یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ اسے آنجناب کی آشیرباد حاصل ہے۔ وہ اپنے مرتد والد کو آئین کا پابند بنائے اور ہمیں کوئی انتہائی راستہ اختیار کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ کانفرنس دو ٹوک الفاظ میں اعلان کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ وہ مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے ضمن میں کسی بھی قسم کی مداہنت کو کفر سمجھتی ہے۔

○۔ حکومت کا یہ اعلان کہ وہ دینی مدارس میں اپنا مرتب کردہ نصاب رائج کرنا چاہتی ہے' اس تجویز پر یہ اجلاس تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دینی مدارس کی خود مختاری میں قطعاً" مداخلت نہ کی جائے اور جو نصاب تعلیم دینی مدارس میں رائج ہے' اس میں رد و بدل کے لئے حکومت کوئی مداخلت نہ کرے۔

○... یہ اجلاس حکومت اور اپوزیشن کے موجودہ ٹکراؤ' باہمی تصادم اور انتقام کی پالیسی پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اسے ملکی سلامتی و مفادات کے منافی سمجھتا ہے' ایسی صورتحال پیدا کرنے میں امریکہ' ایم ایم احمد اور معین قریشی کا ہاتھ ہے۔ فریقین سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اقتدار پرستی کی اس جنگ میں ملکی مفادات کو داؤ پر نہ لگائیں' حکومت انتقام کی پالیسی ترک کرے اور اپوزیشن برداشت کا مظاہرہ کرے۔

○۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ربوہ پاکستان کے پانچ ہزار قادیانیوں کو قادیان (بھارت) کے جلسہ میں شرکت سے روکا جائے اور ان کے قادیان جانے پر پابندی عائد کی جائے کیونکہ یہ الٹا بھارت کے قائل ہونے کی وجہ سے جاسوسی کرتے ہیں۔

○... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ربوہ کا نام

ہزار ایکڑ سرکاری اراضی جو ۱۹۴۸ء میں ایک آنہ فی مرلہ کے حساب سے ۱۲۳۴۰ روپے کے عوض انجمن احمدیہ ربوہ کو دی گئی تھی اور پنجاب ٹاؤن پلانرز کے نقشہ کی خلاف ورزی پر اس کی لیز مالکانہ حقوق ختم کر کے زیر قبضہ پلاٹوں پر تعمیر کردہ رہائشی لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور انجمن احمدیہ ربوہ کے پاس پلاٹ کے مالکانہ حقوق کرانے کا سلسلہ بند کر کے ہر ایک قابض پلاٹ کو رجسٹری کی جائے تاکہ ربوہ عملی طور پر کھلا شہر بن سکے۔

○... گزشتہ برس متعدد رفقاء' ان کے عزیز و اقارب وفات پاگئے۔ آج کا اجلاس مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کرتا ہے۔ حضرت شیخ مولانا عبداللہ درخواستیؒ' مولانا عبدالروف الزہریؒ' نذیر احمد چنیوٹیؒ' مولانا زرین خان' مولانا فضل الرحمٰن احرار' مولانا عبدالحق' جناب سیف اللہ احرار' مولانا محمد رمضان' شیخ الحدیث مولانا فیض احمد کے والد گرامی' مولانا فضل الرحمٰن کی والدہ محترمہ' والدہ محترمہ مولانا نذیر احمد تونسوی' والدہ محترمہ جناب محمد متین خالد' مولانا عبداللہ خالد' مولانا محمد یحییٰ' چوہدری محمد خلیل' مولانا احمد حسن شاکری' حافظ حبیب الرحمٰن' اہلیہ محترمہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی' اہلیہ قاری نور الحق قریشی' والدہ فیاض حسن سجاد' والدہ مولانا خدا بخش' والد مرحوم راجہ ظفر الحق' والدہ مولانا محمد عبداللہ' والدہ مولانا عبدالمجید' اہلیہ محترمہ نوابزادہ نصر اللہ خان' والدہ محترمہ چوہدری محمد اقبال' والد چوہدری تاج محمد' سسر مولانا ضیاء الدین آزاد۔

○... یہ اجتماع مقبوضہ جموں و کشمیر میں آزادی کے متوالے حریت پسندوں کی مکمل حمایت کا اعلان کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ وادی جموں و کشمیر میں بھارتی مسلح افواج اور پولیس کے مظالم کے خلاف بین الاقوامی سطح پر آواز بلند کرے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ مظلوم و محکوم کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے لئے جہاد کا اعلان کیا جائے۔ نیز یہ اجتماع بوسنیا کے خلاف روا رکھے گئے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ یہ اجتماع عالم اسلام سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بوسنیا میں مسلم کشی کے خلاف مظلوم و محکوم مسلمانوں کی عملی مدد کرے۔

○... یہ اجتماع ملک میں دہشت گردی' تخریب کاری' دینی و سیاسی رہنماؤں کے وحشیانہ قتل' مساجد میں بے گناہ نمازیوں پر فائرنگ' اور بموں کے دھماکوں کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت مساجد' دینی مدارس اور مذہبی راہنماؤں کی حفاظت کے لئے موثر اقدامات کرے۔

○... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ناموس صحابہؓ بل منظور کیا جائے۔ نیز یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس کی توہین پر نافذ ہونے والی دفعہ ۲۹۵۔سی میں اضافہ کر کے انبیائے کرام' امہات المومنینؓ' صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی شان میں گستاخی و اہانت کرنے والے کے لئے سزائے موت مقرر کی جائے۔

○... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بلوچستان کے علاقہ تربت میں ذکری فتنہ کے خود ساختہ کوہ مراد کے نقلی حج پر پابندی عائد کی جائے۔ نیز ذکریوں کو ان کے ناپاک عقائد کی بنا پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

●●

مسواک کے فوائد

مسواک وضو میں کرنا سنت ہے

نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق بارہا تاکید فرمائی ہے اور اس کے فوائد اور خواص کی طرف مرفوع احادیث میں اشارہ فرمایا ہے صحابہ کرامؓ کی یہ حالت تھی کہ مسواک کان پر قلم کی طرح رکھتے تھے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک مسواک صرف نماز وضو کیلئے مسنون نہیں بلکہ ایک مستقل دینی سنت ہے جو مختلف مواقع پر برتنا چاہئے۔ علامہ شامیؒ نے مختصراً ان مواقع کو تحریر فرمایا ہے۔

۱۔ جس وضو میں مسواک کا استعمال ہوا ہے اس سے نماز کا ثواب ستر گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ بغیر مسواک کی وضو والی نماز سے۔

۲۔ لوگوں کے اجتماع میں شامل ہونے سے پہلے۔

۳۔ منہ میں بدبو پیدا ہو جانے پر۔

۴۔ نیند سے بیدار ہونے پر۔

۵۔ نماز کی تیاری کے وقت اگرچہ باوضو ہو۔

۶۔ گھر میں داخل ہوتے وقت۔

۷۔ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت۔

۸۔ مسواک کرنے والوں کے بالوں پر سفیدی دیر میں آتی ہے۔

۹۔ آنکھ کی بصارت تیز رہتی ہے۔ موت کے علاوہ تمام بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔

۱۰۔ پل صراط پر بخوبی گزرنے پر معاون ہے۔

۱۱۔ منہ کی پاکی و صفائی کا آلہ ہے۔

۱۲۔ اللہ پاک کی خوشنودی کا باعث ہے۔

۱۳۔ ملائکہ بھی خوش و راضی ہوتے ہیں۔

۱۴۔ دانتوں کو صاف کر کے بدبو وغیرہ کو دور کرتی ہے۔

۱۵۔ مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔

۱۶۔ باعث ہضم طعام ہے۔

۱۷۔ بلغم دور کرتی ہے۔

۱۸۔ فصاحت پیدا کرتی ہے۔

۱۹۔ شیطان کو ناراض کرتی ہے۔

۲۰۔ روح با آسانی نکلنے پر معین ہے۔

۲۱۔ نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۲۔ سب سے بڑی خوبی شہادتین کا یاد دلانا ہے۔ یعنی خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ (انشاء اللہ)

بقیہ گوجرانوالہ ختم نبوۃ کانفرنس

کتاب میں تحریف کر دی گئی ہو لیکن یہاں پر تو ایسی کوئی چیز نہیں ہے' دین اسلام کامل و مکمل کتاب قرآن مجید محفوظ ہے۔ حضور ﷺ نے مہد سے لے کر لحد تک جتنے بھی طور طریقے اور احکامات بتائے وہ سب موجود ہیں پھر نئے نبی کی کیا ضرورت۔ مولانا قاسمی صاحب نے کہا کہ اگرچہ دین اسلام ختم ہو جائے دین پر کوئی چلنے والا باقی نہ رہے پھر بھی ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ صرف ہمارا نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی اور کسی بھی قسم کا نبی نہیں آئے گا۔ مولانا قاسمی صاحب نے کہا کہ وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے جو کبھی کہتا ہے کہ مجھے حیض آتا ہے' کبھی کہتا ہے کہ روزانہ تین سو مرتبہ پیشاب آتا ہے' مولانا قاسمی صاحب نے کہا کہ وہ اپنی امت کی اصلاح کیسے کرے گا جو رات دن پیشاب کرتا رہتا ہو۔

نوٹ :۔ جلسہ رات کو ساڑھے بارہ بجے حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی صاحب کی دعا کے ساتھ برخاست ہوا۔

●●

مفت مشورہ برائے خدمت خلق — دبلا پن — قد بڑھایئے
مخصوص امراض — پچکے گال — گنجا پن
مفت مشورہ کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں۔ فون دکان 680840 فون رہائش 680795
پتہ: حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک فیصل آباد پوسٹ کوڈ 38900

تحریر نعمت صدقی
ترجمہ۔ مولانا خالد سیف صاحب

عورتوں کے لئے اظہار زینت کی حدود

اپنے نفس کا خیال رکھو اور اس کے فضائل کی تکمیل کا اہتمام کرو

جو عورت فواحش و منکرات کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام اس لئے کرے کہ لوگوں کو خوش کرسکے" اس سے زیادہ جاہل "بد بخت اور چھچھورا کون ہو سکتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کتنا سچا ہے کہ عورتیں عقل اور دین کے اعتبار سے کم ہوتی ہیں۔

عورت کی عقل جس قدر کم ہوگی' اسی قدر وہ زیادہ اظہار حسن و جمال کرے گی اور جس قدر وہ زیادہ جاہل ہوگی اسی قدر وہ آرائش و زیبائش کا زیادہ اہتمام کرے گی اور شرم و حیا کو پس پشت پھینک کر جاہلیت اولیٰ کے زمانے کی عورتوں کی تقلید کرے گی' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولاتبرجن تبرج الجاھلیة الاولیٰ اور جس طرح (پہلے) جاہلیت کے دنوں میں اظہار تجمل کرتی تھیں اسی طرح زینت نہ دکھاؤ۔

اور یہ مثال کتنی اچھی ہے کہ خالی سر زینت کا محتاج ہے لیکن وہ سر جو علم و دانش سے مملو ہو وہ زیب و زینت کا محتاج نہیں کیونکہ علم اسے مزین کردیتا ہے اور یہی زینت سب سے بڑی اور باکمال ہوتی ہے۔ ع

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی

شاید یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اساتذہ کرام' دانشور اور اہل علم موٹا جھوٹا اور کشادہ لباس پہنتے ہیں اور اپنی ظاہری آرائش و زیبائش کا کوئی اہتمام نہیں کرتے' کیونکہ جب انسان اپنی عقل کے لئے اہتمام کرتا ہے تو جسم کو مہمل چھوڑ دیتا ہے۔ انسان وہ ہے جس کا قلب سلیم اور زبان راست بیان ہو نہ کہ وہ ظاہری زیب و زینت ہی کو سب کچھ سمجھے۔ کسی شاعر نے بھی کس قدر سچی بات کہی ہے۔

ترجمہ: اپنے نفس کا خیال رکھو اور اس کے فضائل کی تکمیل کا اہتمام کرو کیونکہ تم جسم کے ساتھ نہیں بلکہ نفس کے ساتھ انسان ہو۔

اور اس بات کی دلیل کہ اظہار حسن و جمال' جہالت' وقاحت' اور قلت عقل کا نتیجہ ہے' یہ ہے کہ عموماً بچے اظہار زینت سے عشق رکھتے ہیں' اپنے نئے اور خوبصورت کپڑوں پر خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور عرصہ دراز تک آئینہ ہی دیکھتے رہتے ہیں۔ جیسے اظہار حسن و جمال کرنے والی عورتیں اپنا اکثر و بیشتر وقت آئینے کے سامنے گزارتی ہیں۔ بچہ تو کچھ وقت گزرنے کے بعد اپنے جمال اور اپنی زینت کو بھول جاتا ہے لیکن یہ کم عقل اپنی زندگی ہی آئینے کے سامنے بسر کردیتی ہے اور ہر وقت اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرتی ہے تاکہ جہاں بھی جائے اپنے حسن و جمال کا نظارہ کراتی رہے اور میک اپ کو درست کرتی رہے۔

اس قسم کے چھچھورے پن کا مظاہرہ کرنے والی عورتوں پر یہ بات بڑی شاق گزرتی ہے کہ وہ اپنے مصنوعی حسن و جمال کو چھپا کر رکھیں اور اگر اپنے حسن کے ساتھ لوگوں کو فتنے میں مبتلا نہ کرسکیں تو انہیں بڑا دکھ ہوتا ہے۔ ہر وقت اس بات کی منتظر رہتی ہیں کہ بیوقوف ان کے حسن کی تعریف کریں۔ یہ بات انتہائی تعجب انگیز ہے کہ یہ مرض تعلیم یافتہ مغرب اور کالجوں' یونیورسٹیوں کی فارغ التحصیل لڑکیوں میں کچھ زیادہ ہی ہے حالانکہ انہیں علم و فضل کی بدولت اس جہالت کے خلاف جہاد کرنا چاہیے تھا لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ یہ تعلیم یافتہ بھی خواہشات نفس کی پجاری ہو گئی ہیں۔ آہ' سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ "اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

پس افسوس ہے اس صاحب علم متجاہل عورت پر جو اپنی خواہشات نفس کے ترک کی استطاعت نہیں رکھتی اور اپنے آقا و مولا۔ جل جلالہ کی نافرمانی کو معمولی سمجھتی ہے۔ اللہ کی آیات اور اس کے احکام کو سنتی ہے لیکن پھر تکبر اور اعراض کرتے ہوئے اظہار زیب و زینت پر اصرار کرتی ہے۔ گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو سنا ہی نہیں۔ "ہر جھوٹے گنہ گار پر افسوس ہے کہ اللہ کی آیتیں اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کو سن لیتا ہے مگر پھر غرور سے ضد کرتا ہے کہ گویا ان کو سنا ہی نہیں۔ سو ایسے شخص کو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنادو"۔

کیا اس غافل نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اختیار دے دیا کہ اس کی شریعت میں سے جسے چاہے نہ مانے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض احکام کو تو تسلیم کرتی ہے اور بعض کو تسلیم نہیں کرتی۔ اسی قبیل کے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا" یہ کیا بات ہے کہ تم کتاب اللہ کے بعض احکام کو تو مانتی ہو اور بعض سے انکار کئے دیتی ہو۔ تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں اور جو کام تم کرتے ہو اللہ ان سے غافل نہیں۔ (البقرہ)

اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت اور احکام کو لوگوں کی خواہشات اور مزاج کے مطابق نہیں بنایا بلکہ فرمایا ہے کہ " اگر خدائے برحق ان کی خواہشوں پر چلے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب درہم برہم ہو جائیں"۔

اور نہ اللہ سبحانہ نے کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار دیا ہے کہ وہ دین میں سے بعض امور کو اپنی رائے یا خواہش کے مطابق اختیار کرے اور باقی کو چھوڑ دے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ نافرمان گناہگار اور گمراہ ہوگا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ "اور کسی مومن مرد اور عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کردیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا"۔

اپنے نفس پر ظلم کرنے والی ہے وہ عورت جو حق کو پہچان لے اور نور ہدایت کو تو دیکھ لے لیکن اپنی آنکھوں کو بند کرے اور اس سے دور ہو جائے تاکہ اپنے اختیار اور ارادے سے ظلمتوں اور تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارے اور اس کے تمام ارادوں اور امیدوں پر شہوت ہی کا غلبہ ہو۔ چنانچہ اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اسکے دل سے اللہ کا خوف نکل جاتا ہے اور دل پر شہوت کی حکومت ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ علم کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جرأت کرتی ہے۔ سمجھتے بوجھتے ہوئے اللہ کے احکام کی تعمیل سے غافل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی حصول کے بجائے فاجروں اور فاسقوں کی رضا کے حصول کی کوشش کرتی ہے۔ چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صادق آتا ہے۔ "گمراہ کردیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اب اللہ کے سوا اس کو کون راہ پر لاسکتا ہے بھلا تم کیوں نصیحت نہیں پکڑتے"۔

بقیہ: آپ کے مسائل

جواب :- ایک پاک لنگی ساتھ رکھا کیجئے۔ اور صرف نماز کے لئے استعمال کیا کیجئے۔ اگر وہ نماز کے دوران ناپاک ہوجائے تو اتنا حصہ دھولیا جائے۔ واللہ اعلم۔

رپورٹ۔ حافظ محمد سلیم عاطف

گولارچی ضلع بدین میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

گولارچی ضلع بدین میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۲۸ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء ہونا طے پائی تھی۔ نیز یہ کانفرنس گولارچی شہر کے چوک میں ہونا طے پائی تھی۔ اجازت نہ ملنے پر گولارچی کی جامع مسجد میں پروگرام کرنا پڑا۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تو جمعۃ المبارک کو بعد نماز عشاء ہونا تھا لیکن جمعیت علماء اسلام سندھ کے راہنما مولانا عبدالغفور قاسمی مدظلہ العالی نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا۔ گویا کانفرنس جمعۃ المبارک سے شروع ہو گئی۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا : سرکار دوعالم ﷺ کی ذات اقدس مرکز نبوت ہے اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبوت حضور ﷺ کے طفیل ملی ہے۔ مولانا قاسمی نے کہا کہ نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک آپہنچا جس کی مثال پرکار کی مانند سمجھ لو' جو ایک آلہ ہے جس سے ہم دائرہ بناتے ہیں۔ اس پرکار کی دو سوئیاں ہوتی ہیں' ان میں سے ایک سینٹر میں رکھی جاتی ہے اور دوسری سوئی سے ارد گرد ایک گول دائرہ بنایا جاتا ہے۔ اب یہ گول دائرہ تب ہی بن سکے گا جب اس کا سینٹر ہو تو نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی پرکار کے گول دائرہ کی طرح نبوت کے سینٹر کی حیثیت رکھتی ہے۔ باقی انبیاء علیہم السلام نبوت کے سینٹر کے دائرہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مولانا قاسمی صاحب نے کہا کہ نبوت کا دائرہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور آکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا۔ اب آپ کہیں گے کہ حضرت خاتم الرسل ﷺ کہاں گئے وہ تو اس نبوت کے دائرہ میں نہیں آئے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ جب پرکار کا دائرہ مکمل ہوتا ہے تو اس دائرہ کے سینٹر میں جو سوئی رکھی ہوئی ہوتی ہے جب اس سوئی کو سینٹر سے اٹھایا جاتا ہے تو ایک نقطہ ظاہر ہونے لگتا ہے اور یہ نقطہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور مرکزی کردار ادا کرتا ہے عین اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کے دائرہ کی لکیر کھینچی گئی جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک آکر ختم ہوئی تو اب نبوت کے دائرہ کے مرکز اور سینٹر کا ظاہر ہونا ایک لازمی امر تھا اور وہ تاجدار ختم نبوت آمنہ کے لال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں عرب کے صحرا میں مکۃ المکرمہ کی وادی میں جلوہ افروز ہوا۔ اب نبوت کا دائرہ مکمل ہو چکا ہے۔ مرکز نبوت ظاہر ہو چکا ہے اور اس مرکز نبوت سے حضرت آدمؑ و نوحؑ کو اور حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کو اور حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو نبوت ملی ہے اور اس نبوت کے دائرہ میں ہمیں قادیانیوں کے کذاب و دجال خود ساختہ نبی ملعون غلام احمد قادیانی کا کہیں نشان بھی نظر نہیں آتا کیونکہ دائرہ کے مکمل ہونے کے بعد ہی مرکزی نقطہ ظاہر ہوتا ہے اس لئے اب کسی نئے نبی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ دجال اور بدترین کافر ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد غیر رسمی طور پر جلسہ کی کارروائی جاری رہی جو کہ عشاء کی نماز تک چلتی رہی اور نماز جمعہ کے بعد تین نشستیں ہوئیں جن سے حافظ محمد انور شاہ صاحب' مولانا محمد علی چاچڑ صاحب' حافظ محمد سلیم عاطف' حافظ محمد رمضان میری صاحب اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔ عشاء کی نماز تک شمع رسالت کے پروانے بسوں' ویگنوں' ڈاٹسنوں اور سوزوکیوں وغیرہ میں نعرۂ تکبیر اللہ اکبر' تاج تخت ختم نبوت زندہ باد' قادیانی مردہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے دور و نزدیک کے دیہاتوں سے ہزاروں کی تعداد میں پہنچ گئے۔ مسجد کا وسیع و عریض صحن حاضرین کے لئے کم پڑ رہا تھا۔ نماز عشاء کے بعد جناب سید منظور حسین شاہ گیلانی صاحب کی صدارت میں جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام پاک حافظ علی حیدر شاہ صاحب اور حافظ محمد نعیم صاحب نے کی۔ شان رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ نعت جناب ملک شبیر احمد صاحب نے پیش کیا۔ مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ سجاول کے مفتی حضرت مولانا مفتی نذیر احمد صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری مختصر کال پر آپ حضرات کی اس کانفرنس میں اتنی بڑی تعداد میں شرکت یقیناً آپ کے غیرت ایمانی کا واضح ثبوت ہے اور یہ شرکت آپ کے اور ہمارے لئے دنیا و آخرت میں باعث مسرت اور انشاء اللہ باعث نجات ہوگی۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی اعداء اسلام' گستاخان رسولؐ نے ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ پر ڈاکہ زنی کی کوشش کی تو عاشقان رسولؐ نے ان کے منہ پر مکا مار کر ان کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور جب تک دشمنان رسولؐ کو واصل جہنم نہ کرتے تب تک وہ چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ دور جانے کی کوئی ضرورت نہیں' آپ صرف پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ ۱۹۵۳ء میں جب ختم نبوت کی تحریک چلی تو ناموس رسالتؐ کی خاطر شیدائیان رسولؐ نے جو بے بہا قربانیاں دیں' وہ آج بھی آپ کے اور ہمارے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ صرف لاہور میں جناب رسالت مآب ﷺ کی ناموس و عزت کی خاطر دس ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ بالآخر انہی کی قربانیوں رنگ لائیں کہ قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا' اب پھر وہ وقت آگیا ہے کہ قادیانیوں کے خلاف سر بکف ہو کر شمع رسالت کے پروانے میدان عمل میں اتر آئیں اور قادیانیت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیں یا لڑتے لڑتے شہید ہو جائیں۔ اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری نے یہ شعر پڑھا۔

آئے ہیں جس کام کے لئے وہ کام نہ بگڑے
سر جائے تو جائے مگر اسلام نہ بگڑے

مدرسہ دارالعلوم بدین کے مہتمم حضرت مولانا عبدالستار چاوڑو صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات ﷺ کو تمام جہانوں کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ انسان ہوں یا حیوان' درندے ہوں یا پرندے' سب کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ انسان تو کیا حیوان بھی محبوب مدنی ﷺ کی توقیر و عزت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ عرب کے ایک قبیلہ کا اونٹ باؤلا اور پاگل ہو گیا۔ کسی بھی آدمی کو نزدیک آنے نہیں دے رہا تھا۔ اونٹ کا مالک پریشان ہو گیا کہ اب اس اونٹ کو کیا کروں۔ مالک نے رحمۃ للعالمین سید المرسلین ﷺ کو ساری صورت حال بتلائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چلو مجھے اونٹ دکھاؤ۔ آپ ﷺ اونٹ کے پاس گئے۔ آپ عزت مآب ﷺ نے دیکھا کہ اونٹ بلبلا رہا ہے۔ جھاڑیوں میں کھڑا ہے۔ حضور انور ﷺ اونٹ کے قریب ہونے لگے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ ﷺ کی فکر لاحق ہوئی کہ مبادا اونٹ آپ ﷺ پر حملہ آور ہو کر آنجناب ﷺ کو اذیت نہ دے لیکن ہوا یوں کہ آنحضرت ﷺ نے جا کر اونٹ کے نکیل میں ہاتھ ڈالا' اونٹ کی نظر آقائے نامدار ﷺ کے چہرۂ انور پر پڑی تو اونٹ کی ساری

مستی چلی گئی اور حضور ﷺ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی گردن آپ ﷺ کے قدموں میں جھکا دی۔ آپ ﷺ نے اونٹ کو پکڑ کر مالک کے حوالے کر دیا۔ اور وہ مالک کے ساتھ بغیر کسی مستی کے خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔ اس پر مولانا نے کہا کہ گولارچی والو کانوں کے پردے ذرا کھول کر سنو کہ حیوانات تو آپ ﷺ کے احترام و اکرام کی خاطر اپنے پورے جسد کے ساتھ ہمہ تن آپ ﷺ کے سامنے جھک جاتے تھے ایک آج ہم اور آپ ہیں کہ اس گولارچی کے شہر میں خنزیر نما قادیانی کھلے عام امام الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں اور بر سرعام تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف دندناتے پھر رہے ہیں' ان کو کوئی روکنے والا نہیں 'کیا ہماری غیرت ایمانی مرچکی ہے۔ اٹھو بیدار ہو جاؤ کاہلی کی نیند ختم کرو اور ان ملعون قادیانیوں کے بدبودار کفر کے لئے ننگی تلوار بن جاؤ۔ ورنہ یہ ملعون آپ کی نسلوں کو کافر و مرتد بنا دیں گے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے خطیب و مبلغ حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن انذر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے ذہنوں میں اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ قادیانیوں کے علاوہ سکھ بھی کافر ہیں' عیسائی بھی کافر ہیں' یہودی بھی کافر ہیں' ہندو بھی کافر ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے کافر ہیں پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اور کافروں کی اتنی شدت سے اور منظم انداز میں مخالفت نہیں کرتے جتنی کہ قادیانیوں کی کرتے ہیں' مختلف مقامات پر ان قادیانیوں کے خلاف جلسے و جلوس اور بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ آخر قادیانیوں کے کفر اور دوسرے قسم کے کافروں کے کفر میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟ فرق کیا ہے؟ ان تمام شبہات و خدشات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کے علاوہ دیگر کافر' صرف کافر ہیں جبکہ قادیانی ملعون ڈبل کافر ہیں' وہ اس طرح کہ یہودی' عیسائی' ہندو' سکھ ان کی اپنی اپنی مذہبی کتابیں ہیں اور ہمارے قرآن مجید میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتے۔ ان تمام مذہب والوں کی اپنی اپنی عبادت گاہیں ہیں اور ہماری مساجد سے ان کی عبادت گاہیں بہت مختلف ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان بھی نہیں کہلواتے لیکن قادیانی ملعون و مردود ایک طرف تو ختم نبوت کے منکر ہیں اور ختم نبوت کے انکار کے باعث کافر ٹھہرے لیکن اس کے باوجود یہ اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری مساجد جیسی مسجدیں بناتے ہیں' شعائر اسلام اختیار کرتے ہیں' دجل و فریب کے ذریعے اپنے اس کافرانہ عقیدہ کی مسلمانوں کو تبلیغ کرتے ہیں علماء کرام گلی گلی' کوچے کوچے ان ملعونوں کی شیطانی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کر رہے ہیں۔ اس طرح پوری دنیا میں اس ملعون گروہ کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ افریقہ میں ایک مالی نامی علاقہ ہے جو کہ ۶۵ ہزار آبادی پر مشتمل ہے۔ اس علاقے میں منحوس قادیانی پہنچے اور اس علاقے کے باشندے تمام کے تمام عیسائی تھے اور قادیانیوں کی تبلیغ سے قادیانی مذہب اختیار کیا۔ وہاں پر بھی ختم نبوت کے مجاہدین پہنچے اور ان کو حقیقی اسلام سے آگاہ کیا۔ وہ سب کے سب قادیانیت سے توبہ کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

بلوچستان کے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائیوں کے مکار اور فریبی و خود ساختہ نبی مرزا قادیانی نے پہلے پہل عیسائیوں سے اسلام کی حقانیت پر مناظرے کرنا شروع کئے۔ پھر مسلمانوں سے کہا کہ میں اسلام کی صداقت اور حقانیت پر ایک کتاب لکھتا ہوں جس کی ۵۰ جلدیں ہوں گی۔ جس کا نام براہین قاطع ہو گا لیکن یہ کتاب میں اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے نہیں لکھ سکوں گا لہٰذا مسلمان اس کار خیر میں میری اعانت فرمائیں تاکہ میں دفاع اسلام کے لئے اپنی کاوش کو منظر عام پر لا سکوں۔ قادیانیوں کے اس ملعون ابلیس صفات والے پیشوا نے اپنے دجل و فریب اور شعبدہ بازیوں سے مسلمانوں سے خوب پیسے بٹورنے شروع کئے۔ اس طرح بہت بڑی رقم جمع ہو گئی۔ مذکورہ کتاب کی پانچ جلدیں لکھ کر خاموشی اختیار کر لی۔ مسلمانوں نے پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ یاد دلایا تو بغیر کسی ندامت و شرمندگی کے کہنے لگا' ٹھیک ہے' وہ وعدہ میں نے پانچ جلدیں لکھ کر پورا کر دیا ہے' وہ یوں کہ ۵۰ میں سے اگر زیرو (صفر) کو نکالا جائے تو باقی پانچ بچیں گے اور پانچ جلدیں میں نے لکھ دی ہیں۔ باقی زیرو تو زیرو ہی ہوتا ہے۔ اس کا تم لوگ خود اضافہ کر لو' اس طرح ۵ سے ۵۰ ہو گئیں۔ مولانا نے کہا کہ اس قسم کی فریب کاری کرنے والا مکار' دجال' کذاب ہی ہو سکتا ہے کیونکہ انبیاء علیہ السلام تو صادق و امین اور حق گو و سراپا سچ ہوتے ہیں اور حرام سے محفوظ اور گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی خطیب سیف بے نیام حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کا یہ جلسہ اس مسجد کے پیش امام صاحب کی مسلسل جدوجہد اور مولانا عبدالغفور قاسمی صاحب کی انتھک کاوشوں کا ثمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملعون قادیانی اپنی شیطانیت اور شاطرانہ شرارتوں سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کبھی قادیانیوں کا پیشوا کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں۔ آپ نے قادیانیوں کو دعوت دی کہ آپ اور ہم اپنے عقیدے اور مذہب کو قرآن و حدیث پر رکھیں اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو اپنے عقیدے اور مذہب کا معیار بنائیں۔ آپ نے فرمایا' مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ قرب قیامت میں تین چیزیں ظاہر ہوں گی۔ ا۔ مسیحؑ کا نزول۔ ۲۔ مہدیؑ کا ظہور اور دجال کا خروج ہو گا۔ قربان جاؤں میں محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات اقدس پر جس نے حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قرب قیامت والی تمام صفات بتائیں۔ جن سے ہمیں ان کی شناخت اور پہچان ہو گی۔ مختصراً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شناخت کی علامات یہ ہیں کہ آسمان سے نازل ہوں گے اور دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر اتریں گے۔ مسجد کی امامت حضرت مہدی علیہ السلام کراتے ہوں گے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ آپ نماز پڑھائیں مگر وہ یہ کہہ کر انکار کریں گے کہ آپ نماز پڑھائیں۔ پھر مہدی علیہ السلام نماز پڑھائیں گے۔ اس کے بعد تمام نمازیں حضرت عیسیٰؑ پڑھائیں گے اور وہ وقت دجال کے خروج کا ہو گا کوئی بھی کچا' پکا گھر اور خشک و تر دجال کے فتنہ سے خالی نہیں ہو گا۔ صرف مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ اس کے فتنہ سے محفوظ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی ایک جماعت حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے کھڑی کر دیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔ دین محمدی (اسلام) کو غالب کریں گے اور صرف مسلمان باقی رہ جائیں گے۔

مہدی علیہ السلام کی صفات یہ بتائیں کہ مدینہ منورہ میں پیدا ہو گا۔ پھر اہل مدینہ کا خلیفہ انتقال کر جائے گا۔ تو وہ مدینہ کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ چلے جائیں گے اور ان کو کوئی بھی نہیں پہچانے گا۔ صرف شام کے چالیس ابدال پہچانیں گے۔ اس وقت پہچانیں گے جب وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہوں گے اور سات چکر پورے کر چکے ہوں گے اور حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان والے حصہ میں پہچانیں گے اور مہدیؑ کا نام محمد ہو گا لقب مہدی ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری عترت سے ہوں گے اور حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے اور آپ کی والدہ کا نام آمنہ ہو گا اور اس کے والد کا نام عبداللہ ہو گا۔ آپ نے کہا کہ ان تمام صفتوں میں سے ملعون مرزا قادیانی میں ایک بھی صفت نہیں ہے۔ یہ ہندوستان میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ کا نام چراغ بی بی ہے۔ والد کا نام عبداللہ نہیں بلکہ مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو چالیس ابدال شام کے پہچانیں گے اور اس شیطان ملعون قادیانی کو منحوس لال بشیر و نور الدین وغیرہ نے پہچانا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام آکر دھرتی کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور اس قادیانی دجال نے آکر اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا' انگریز کی چاپلوسی اور حاشیہ برداری میں خود کاشتہ پودا بننا بھی گوارا کر لیا۔ مہدیؑ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے پہچانے جائیں گے اور قادیانی ملعون اپنی زندگی میں کعبہ شریف کبھی بھی نہیں گیا اور اس نے ہمیشہ انگریز سامراج کا طواف کیا۔ ان تمام باتوں کے بعد اگر قادیانی ملعونوں میں ذرہ برابر بھی شرم ہوتی تو ڈوب کر مرجائیں۔ ہم نے کچھ عرصہ تک دانستہ طور پر گولارچی آنا چھوڑ دیا تھا تو گولارچی کے قادیانیوں نے سمجھا کہ اب ہمیں روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں۔ یہ خام خیالی اپنے دماغ سے نکال دو۔ آج ہم اگلی پچھلی سب کسر نکالیں گے۔ گزشتہ کی قضا اور آئندہ کی نیت کریں گے۔

صاحبزادہ مولانا عبدالقدیر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ بے ایمان قادیانی شرافت کی زبان نہیں سمجھتے ہیں۔ اب اس انگریز کی روحانی اولاد کو اسی زبان میں سمجھانا

ہو گا جو وہ حقیقتاً" سمجھتی ہے۔ مولانا عبد الغفور قاسمی صاحب نے کہا کہ نبوت کے لئے تین چیزیں ہوتی ہیں ایک نبیؐ کی ذات گرامی اور دوسری نبیؐ کا کام اور تیسری ضرورت نبوت۔ نبی کی ذات اتنی پاک اور معصوم ہوتی ہے کہ دشمن کو بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو بار بار آزمایا' آپ کو سراپا صدق و امانت پایا' اور تمام اخلاقی آلودگیوں سے معصوم و محفوظ پایا۔ اور نبیؐ کا کام جاہلوں کو تعلیم دینا' گمراہوں کو راستہ بتانا' بھٹکے ہوؤں کو راستے پر لانا اور ظاہری باطنی تربیت کرنا۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکات اتنی پاک و صاف تھی کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد نبویؐ میں اعتکاف میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کی زوجہ طاہرہ ام المومنین حضرت صفیہؓ آپ ﷺ کو کوئی چیز دینے آئیں۔ جب واپس جانے لگیں تو بعض صحابہ کرامؓ کی اتفاقاً" نظر پڑ گئی تو سرکار دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری زوجہ صفیہؓ تھیں۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ہم تو آپؐ کے متعلق اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آپؐ کو کیا ضرورت تھی صفائی پیش کرنے کی۔ آپؐ نے فرمایا لیکن شیطان مردود بڑا شعبدہ باز ہے ممکن تھا کہ وہ آپ کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا اور غلط فہمی میں مبتلا کر دیتا۔

جس عرب قوم میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی' وہ ہر برائی میں مبتلا تھی۔ بت پرستی اور شرک کی غلاظت ان کے قلوب میں گھر کر چکی تھی۔ قتل و غارت گری اتنی عام تھی کہ بعض لوگ بچیوں تک کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ ان میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ شرابی' زانی قوم' لوٹ مار' ڈاکہ زنی ان کا روز مرہ کا معمول تھا مگر محسن انسانیت سید الانبیاء ﷺ کی ذات اقدس پر ماحول کا کچھ بھی اثر نہیں پڑا۔ بچپن سے جوانی سمیت چالیس برس آپ ﷺ نے اس جاہل قوم میں گزارے۔ نبوت ملنے کے بعد اس بدکردار قوم میں توحید و رسالت کا پیغام لے کر گئے تو پہلے اپنی ذات پیش کی کہ میرے اندر چالیس برس کی زندگی میں آپ لوگوں کو کوئی خرابی نظر آئی ہو تو بتاؤ لیکن کسی ایک فرد نے بھی آپ ﷺ کی پاک دامنی کا انکار نہیں کیا۔ پھر جب دعوت و تبلیغ کے ذریعے ایسی گری ہوئی قوم کی اصلاح اور تربیت کے لئے کام کیا تو اونٹوں کے چرواہے دنیا کے ہادی و رہبر بن گئے۔ آج اگر ان کا نام نامی اسم گرامی سنائی دیتا ہے یا زبان پر آتا ہے تو ہمیں فوراً رضی اللہ عنھم و رضو عنہ کہنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس مرزائیوں کے جھوٹے نبی کی حالت دیکھو کہ اس کے سامنے ننگی عورتیں نہا رہی ہیں۔ غیر عورتوں سے اپنی ٹانگیں دبوا رہا ہے۔ جھوٹ اور فریب سے لوگوں کی رقمیں ہضم کر رہا ہے۔ مولانا نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ تیسری چیز ہے نبی کی ضرورت۔ نبی کی ضرورت تب پڑتی ہے جب پچھلے پیغمبرؑ کی شریعت منسوخ ہو گئی ہو اور اس کی

باقی ص ۲۱ پر

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

زیر نظر نعت حافظ محمد حنیف ندیم سہارنپوری (مرحوم) کے کپڑوں سے برآمد ہوئی' جو کہ ان کے بھائی نے بغرض اشاعت ہفت روزہ "ختم نبوت" کو روانہ کر دی۔ حافظ صاحب نے ختم نبوت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی' اور اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک ہفت روزہ "ختم نبوت" کے نائب مدیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے' اس نعت سے ان کے عشق رسول ﷺ کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (آمین)۔ (ادارہ)

حافظ محمد حنیف ندیم سہارنپوری (مرحوم)

میرے جان و دل ہیں نثار محمدؐ
ہے بعد از خدا مجھ کو پیار محمدؐ

کوئی ان سا جہاں میں نہ آیا نہ آئے
ہیں ارفع و اعلیٰ ہمارے محمدؐ

وہ ختم رسل' ہادی انس و جاں ہیں
ہے دنیا میں قائم وقار محمدؐ

بیاں شان ان کی کروں کس زباں سے
کہ کلام خدا ہے آئینہ دار محمدؐ

تصور میں ہر وقت ہے سبز گنبد
ہے آنکھوں میں چھایا خمار محمدؐ

مرے دل میں اک ہوک سی اٹھ رہی ہے
کہ اڑ کر میں پہنچوں دیار محمدؐ

مدینے کی ہر چیز ہے مجھ کو پیاری
وہ ہے مسکن تاجدار محمدؐ

مدینے کے راہی مجھے ساتھ لے چل
میں ہوں رات دن بے قرار محمدؐ

میں ہوں غرق عصیاں کرم کی نظر ہو
لگا دو یہ کشتی کنارے محمدؐ

ندیم اور خواہش نہیں کوئی دل میں
تمنا ہے مل جائے جوار محمدؐ

۷ رمضان المبارک ۹۳ھ

تحریر: سعدیہ حقلی
ترجمہ: سید مسعود حسن حسنی

البانیہ میں مسلمانوں کے حالات

سرگرم مسلم خاتون کے تاثرات

کمیونسٹ حکومت کے زوال کے بعد البانیہ میں لوگ آزادی محسوس کر رہے ہیں

سوال :- الیقظہ کی پڑھنے والی خواتین کی طرف سے سلام قبول فرمایئے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اپنا کچھ تعارف کرائیں گی۔

بر۔مفیرا :- وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ' میرا نام بر۔مفیرا برودشی ہے۔ میں عالمی اسلامی یونیورسٹی میں شعبہ دینیات میں سال اول کی طالبہ ہوں۔ میں اپنے ملک البانیہ سے آئی ہوں اور یونیورسٹی سے وابستہ ہو گئی تاکہ میں اسلام اور اس کی تعلیمات کو حاصل کروں۔

سوال :- کیا آپ کی زبان میں آپ کے نام کے کوئی معنی نہیں؟

بر۔مفیرا :- ہاں میری زبان میں میرے نام کے ایک خوبصورت معنی ہیں یعنی بہار۔

سعدیہ :- ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے ملک کے بارے میں ہمیں بتائیں کہ کیسے اسلام اس میں داخل ہوا اور مسلمانوں کا اس وقت کیا حال ہے؟

بر۔مفیرا :- البانیہ یورپی ملکوں میں سے ایک ملک ہے۔ اٹلی' یونان اور یوگو سلاویہ کے درمیان واقع ہے اور اس کا دارالسلطنت تیرانا ہے۔ البانیہ میں اسلام ترکی کے راستہ سے پانچ صدی قبل داخل ہوا اور البانیہ اسلامی ملکوں میں سے ایک ملک تھا یہاں تک کہ اس پر ۱۹۳۰ء میں کیمونسٹوں نے غلبہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے اسلام کو مٹانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یہاں تک کہ انہوں نے مساجد اور اسلامی مدارس کو جلا دیا اور برباد کر ڈالا۔ اور لوگوں کو اسلامی شعائر پر عمل پیرا ہونے سے روک دیا (یعنی نماز اور روزے سے) اور لوگوں کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچائیں اور برابر اس دردناک اذیت کا سلسلہ جاری رہا جو کیمونسٹ حکومت کے خاتمہ یعنی ۱۹۹۰ء تک جاری رہا۔ مسلمانوں نے یہ پچاس سال تنگی اور قید کی حالت میں گزارے۔

کیمونسٹ حکومت کے زوال کے بعد اس وقت البانیہ میں لوگ آزادی محسوس کر رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے اب بغیر کسی خوف اور گھبراہٹ کے اسلامی شعائر کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ مسجد جاتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں' مساجد اور مدرسے بناتے ہیں اور ان کو حکومت کی جانب سے کسی دباؤ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ آزادی صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو البانیہ میں زندگی گزار رہا ہے۔ دوسرے مذاہب والوں کو بھی یہ مواقع حاصل ہیں۔

سوال :- البانیہ میں مسلمانوں کا کیا تناسب ہے؟ اور وہ اسلام میں کیسی دلچسپی لے رہے ہیں؟

بر۔مفیرا :- البانیہ میں مسلمانوں کا تناسب ۸۰ فیصد ہے اور اسلام سے ان کو بڑی دلچسپی ہے اور وہ اپنے دین کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتے ہیں اس لئے کہ وہ اس سے اور اس کی سرگرمیوں سے ایک طویل زمانہ تک ناواقف رہے ہیں۔

سوال :- البانیہ کے رہنے والوں کی کون سی زبان ہے' جس میں وہ گفتگو کرتے ہیں؟

بر۔مفیرا :- البانی زبان۔ وہی سرکاری زبان ہے' جس میں وہاں کے رہنے والے گفتگو کرتے ہیں۔

سوال :- اسلام کی طرف آپ کی ذہن سازی اور آپ کی تربیت کے سلسلہ میں آپ کے خاندان نے کیا کردار ادا کیا؟

بر۔مفیرا :- الحمدللہ میرا خاندان ایک مسلمان خاندان ہے اور انہوں نے اسلام کے لئے سخت جنگجو کیمونزم کے غلبہ کے باوجود البانیہ میں اپنے عقیدہ اور اپنے دین کی حفاظت کی اور میری اسلامی تربیت کے سلسلہ میں میرے خاندان کا ایک اہم دور رہا ہے۔ انہوں نے بچپن ہی میں میرے ذہن میں اسلامی تعلیم کو پیوست کر دیا اور مجھ کو اسلامی آداب کی تعلیم دی اور میں اپنے دادا کا خاص طور سے ذکر کرنا چاہتی ہوں' جنہوں نے میری تربیت اور میری اسلامی تعلیم کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ مجھ سے ہمیشہ اسلام اور اس کی تعلیمات اور اس کے آداب کے بارے میں ہی گفتگو کرتے تھے اور میں ان سے بہت زیادہ متاثر تھی۔

سوال :- آپ کے خاندان نے اسلام پر کیسے عمل کیا اور اپنے عقیدہ کی کیسے حفاظت کی؟ جبکہ کیمونسٹ حکومت تھی اور دیندار لوگوں کو سخت اذیت کا سامنا کرنا پڑتا تھا؟

بر۔مفیرا :- اللہ کے فضل سے میرا خاندان اپنے اسلامی عقیدہ کو مضبوطی سے تھامے رہا اور اپنے دین پر قائم رہا۔ اس لئے کہ ہمارے خاندان کی بنیاد دینی تھی اور اس کے ہر فرد میں اسلامی جذبہ تھا اور وہ برابر اسلامی شعائر کو ادا کرتے رہے اور اس کیمونسٹ فضا سے متاثر نہیں ہوئے جس میں ملک ڈوبا ہوا تھا۔ میرے دادا ایک خاص جذبہ کے حامل تھے اور اس پر برابر نظر رکھتے تھے اور وہ ہر اس بات پر ابھارتے تھے جس سے ہم لوگ کیمونزم سے متاثر نہ ہوں۔ انہوں نے اس راستہ میں بہت سی مشکلات کا سامنا کیا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو ثابت قدم رکھا۔

سوال :- آج البانیہ میں مسلمان اپنی اسلامی تعلیمات پر کس طرح عمل کر رہے ہیں اور طویل مدت تک کیمونسٹ حکومت کے قیام سے ان کی دلچسپی کیسے قائم رہی؟

بر۔مفیرا :- البانیہ میں عوام نے کیمونسٹ حکومت کے قہر کا ایک طویل مدت تک سامنا کیا' بہت سے لوگ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دور ہو گئے لیکن آج بھی بہت سے ایسے اشخاص ہیں جو اسلام میں دلچسپی لے رہے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اس دین عظیم کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کریں' جن سے ان کو کیمونسٹوں نے دور کر دیا تھا۔ اپنے دین کی معرفت کے شوق میں وہ بہت سی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک طویل عرصہ تک اسلامی تعلیمات اور اس کے اصول سے دور رہ کر غیر اسلامی فضا میں زندگی گزاری ہے اور اس وقت بھی ان کے لئے ہر اس چیز کی معرفت دشوار ہے جو اسلام اور اس کے احکام میں ہے۔ گزشتہ عہد میں بہت سے لوگوں کو اسلام کے بارے میں غلط باتیں معلوم ہوئیں' اس لئے کہ ابھی ان کے ذہن پوری طرح صاف نہیں ہیں' یہ کام انشاء اللہ آہستہ آہستہ ہو گا۔

سوال :- شہر والے اسلام میں زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں یا گاؤں والے؟

بر۔مفیرا :- شہر والے اور گاؤں والے دونوں اسلام میں دلچسپی لینے میں برابر ہیں اور ان کی محبت اسلام کے لئے برابر ہے۔

سوال :- کیا البانیہ میں مسلمان عربی زبان سیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں؟ اور کیا وہاں ایسے مدارس ہیں جن میں عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہو اور وہاں اس کو پھیلایا جاتا ہو؟

بر۔مفیرا :- البانیہ کے لوگ عربی زبان کے سیکھنے کے سلسلہ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ عربی زبان کی تعلیم سے وہ قرآن کریم کے پڑھنے پر قدرت حاصل کر سکیں گے۔

البانیہ کے تین شہروں (تیرانا، کسفایا، البانسان) میں عربی تعلیم کا نظم ہے۔ اور ان مدارس میں صرف عربی زبان ہی کی تعلیم کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اسلامی نہج پر ہر اسلامی اور معاشرتی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ مدارس مردوں کے لئے خاص ہیں اور دوسرے شہروں میں اسلامی ادارے قائم ہو رہے ہیں جن میں قرآن کریم کی تعلیم اور عربی زبان کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے گا۔ ان اداروں میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں تعلیم حاصل کریں گے اور ان دنوں حکومت لڑکیوں کے لئے ایک بڑے ادارہ کی تاسیس کے سلسلہ میں غور و فکر کر رہی ہے اور فوری طور پر ادارہ کی بلڈنگ تیار کر رہی ہے۔ اس کے لئے مدد کی ضرورت ہے تاکہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت میں اس کے مشن کے ساتھ ادارہ کا قیام عمل میں آئے۔

سوال :۔ کیا البانیہ میں عورتوں کے سرگرم ادارے پائے جاتے ہیں؟

بہ۔مفیرا :۔ ہاں! البانیہ میں مسلمان عورتوں کے بعض سرگرم ادارے پائے جاتے ہیں لیکن وہ ابتدائی دور میں ہیں، وہاں بعض مسلمان عورتیں حلقہ قائم کرتی ہیں، جو اور عورتوں کو جمع کرتی ہیں اور ان کے ساتھ اسلام کے بارے میں گفتگو کرتی ہیں اور ان کے ساتھ اسلام کی تعلیم واضح کرتی ہیں جیسا کہ البانیہ میں مسلمان عورتوں کی ایک دوسری قسم بھی ہے جو عورتوں کے لئے شہر کے مختلف گوشوں میں ہفتہ واری درس منعقد کرتی ہیں۔ وہ ہر ہفتہ کسی علاقہ میں چلی جاتی ہیں اور وہاں کسی کے گھر میں جمع ہو جاتی ہیں اور ان درسوں میں عورتوں کا حاضر ہونا آسان ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سرگرم ادارے کم اور سادہ ہیں لیکن وہ اپنا کام محنت اور تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔

سوال :۔ البانیہ میں مسلمان عورت اسلامی لٹریچر سے کیسی دلچسپی رکھتی ہے؟

بہ۔مفیرا :۔ حال میں اسلامی کتابوں کا البانی زبان میں ترجمہ شروع ہوا ہے۔ البانیہ میں کیمونزم کے زوال کے بعد ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا ہے اس کے باوجود عورتیں اسلامی کتابوں سے ایک نئی دلچسپی لے رہی ہیں۔ خاص طور سے حدیث شریف کی کتابوں اور اسلامی تاریخ کی کتابوں سے۔

سوال :۔ وہ کون سی اہم صفات ہیں جو البانیہ میں مسلمان عورت کو ممتاز کرتی ہیں؟

بہ۔مفیرا :۔ وہ یہ ہیں کہ وہ عورتیں اپنے دین کی معرفت کے سلسلہ میں بہت زیادہ رغبت رکھتی ہیں اور یہ چیز صرف نوجوان لڑکیوں ہی پر قاصر نہیں ہے بلکہ عورتیں خاص طور سے وہ عورتیں جو عمر میں بڑی ہیں، ان میں سے چالیس سال سے زیادہ عمر کی بھی ہیں۔ وہ البانیہ میں دین کو سیکھنے مختلف اسلامی اداروں سے وابستہ ہیں۔

سوال :۔ کیا کیمونسٹ حکومت کے زمانہ کا اثر البانیہ میں عورتوں کے کردار و شخصیت پر پڑا ہے؟

بہ۔مفیرا :۔ وثوق کے ساتھ کیمونسٹ حکومت کا اثر شخصیت و افکار اعتقادات پر پڑا ہے۔ اس لئے کہ کیمونسٹ دباؤ بہت شدید تھا اور تعلیمی طریقے اور معاشرہ کا نظام کیمونسٹوں کے رنگ میں پوری طرح رنگا ہوا تھا اور ان کے نظریہ کا پابند تھا اور جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ انسان کی شخصیت کی تعمیر میں تعلیم ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وہ شخصیت سازی کا کام کرتی ہے اور معاشرہ میں اس کا اثر عام ہوتا ہے۔ اللہ کے وجود پر ایمان نہ ہونے کا اثر لوگوں کے درمیان پھیل جاتا ہے۔ البانی عورتوں نے ایسے معاشرہ میں زندگی گزاری ہے اور ایسے معیار پر تربیت حاصل کی ہے جو مکمل طور پر دین اور اس کی تعلیمات سے دور تھا۔ تو ضروری تھا کہ ان معاملات کا عقیدہ اور شخصیت پر برا اثر پڑے۔

سوال :۔ وہ کون سی مشکلات ہیں جن کا سامنا البانیہ میں مسلمان عورتیں کر رہی ہیں، اگر وہ اسلام پر عمل کرنا چاہتی ہیں؟

بہ۔مفیرا :۔ وہاں مختلف مشکلات ہیں جن کا سامنا البانیہ کی مسلمان عورتیں کر رہی ہیں۔ وہ اسلامی شعائر کو جاننا چاہتی ہیں اور اس کی تعلیمات کی پابندی کرنا چاہتی ہیں۔ اپنی روزمرہ کی زندگی میں، اور مشکلات میں سے سب سے مشکل مسئلہ شرعی پردہ کی پابندی کرنا ہے۔ اس لئے کہ اکثر لوگ اسلام اور اس کی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔ وہ پردہ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں اور دہشت زدہ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جس کو پردہ میں دیکھتے ہیں، اس کا سب سے بڑا سبب اسلام سے ناواقفیت ہے۔

سوال :۔ ان مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے اور اس کے حل کے لئے آپ کی رائے میں سب سے افضل راستہ کون سا ہے؟

بہ۔مفیرا :۔ میں اعتقاد رکھتی ہوں کہ ان مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے سب سے افضل راستہ دین پر ثابت قدمی اور اسلام کی تعلیم اور اس کے تعارف ہے اور لوگوں کے درمیان اسلامی تعلیمات کو پھیلانا ہے اور قدم قدم پر ان کو دینی تعلیمات سے آراستہ کرنا ہے اور اس پر ان کا یقین قائم کرنا ہے۔ اور یہ چیز مختلف خبر رسانی کے وسائل کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے جیسے کہ جرائد اور ٹیلی ویژن اور نشر و اشاعت کے وسائل، مجلسوں کا قیام اور اسلامی دروس کا نظام، یہاں تک کہ وہ دین کے احکام اور تعلیمات سے واقف ہو جائیں اور اپنے دین کو پکڑے رہیں۔

سوال :۔ وہ کون سے صحیح افکار ہیں جن کی ضرورت البانیہ میں مسلمان عورت کو ہے؟

بہ۔مفیرا :۔ میرے خیال میں البانیہ میں مسلمان عورت کو سب سے زیادہ جس کی ضرورت ہے وہ صحیح ایمانی عقیدہ ہے اس لئے کہ انسانی زندگی میں سب سے زیادہ اہم چیز ایمان راسخ ہے اور جب دل میں ایمان پائیدار ہو جائے گا اور عقیدہ مضبوط ہو جائے گا تو دین کے سارے احکامات پر عمل کرنا انسان کے لئے آسان ہو جائے گا اور اس کے لئے اطاعت و عبادت آسان ہو جائے گی۔

سوال :۔ کیا البانیہ میں نئی نسل پرانی نسل سے اسلام کی محبت کے سلسلہ میں اختلاف رکھتی ہے؟

بہ۔مفیرا :۔ ہاں! نئی نسل پرانی نسل سے بہت زیادہ اختلاف رکھتی ہے، سب سے بڑی نعمت جس کو نئی نسل محسوس کرتی ہے وہ کیمونزم کے زوال کے بعد آزادی کی نعمت ہے، وہ بغیر کسی حرج کے دینی پہلو سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں (نئی نسل) اور بغیر کسی خوف کے نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں اور البانیہ میں اور البانیہ سے باہر دین اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ان کے سامنے مواقع ہیں۔ نئی نسل آسانی سے اسلامی ملکوں کا سفر کر سکتی ہے اور بہت سے نوجوانوں نے پاکستان و مصر و سیریا اور ترکی اور ان کے علاوہ اسلامی ملکوں کی طرف علم کی تحصیل کے لئے سفر کئے ہیں۔

اس کے برخلاف پرانی نسل نے اپنی پوری زندگی البانیہ کے اندر سخت قید اور ذلت آمیز تکلیف میں اسلامی نور سے دور رہ کر گزاری ہے۔

سوال :۔ کیا آپ البانیہ میں اسلامی بیداری محسوس کرتی ہیں؟

بہ۔مفیرا :۔ ہاں! البانیہ میں اسلامی بیداری پائی جاتی ہے لیکن ابھی زیادہ نمایاں نہیں ہے۔ ابھی وہ اسلام سے واقفیت کے مرحلہ میں ہے اور ہر حال میں وہ راستہ پر ہے اور سب سے پہلی بارش قطرہ ہی ہوتی ہے۔

سوال :۔ اس بیداری کے کیا مظاہر ہیں؟

بہ۔مفیرا :۔ البانیہ میں اسلامی بیداری کے مظاہر میں سے یہ ہے کہ وہ لوگ البانیہ کے مختلف گوشوں میں مساجد اور اسلامی دروس کے اداروں کی تعمیر پر دلچسپی لے رہے ہیں اور نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اور بہت سی جماعتیں دین کی تعلیم اور اسلام کی معرفت کے سلسلہ میں دلچسپی لے رہے ہیں اور بعض مسلمان مرد و عورتوں کے درمیان لوگوں کے درمیان اسلامی تعلیمات پھیلانے کا مقابلہ ہے اور ان میں اس حکیمانہ تعلیمات کی طرف دعوت دینے کا جذبہ پایا جاتا ہے اور یہ مرد و عورتیں خود بھی اسلام کے احکام کے پابند ہیں۔

سوال :۔ آپ کے خیال میں البانیہ میں اسلام کا مستقبل کیسا ہے؟

بہ۔مفیرا :۔ میں سمجھتی ہوں کہ البانیہ میں اسلام کا مستقبل روشن ہے جب قوم نئی اسلامی تربیت حاصل کرے گی اور تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ البانیہ میں لوگ (خاص طور سے نوجوان) اپنے دین کو مضبوطی سے پکڑنے میں دلچسپی لے رہے ہیں اور البانیہ میں اسلام کے مستقبل کے بارے میں یہی سب سے خوشی کی بات ہے۔

سوال :۔ البانیہ اور غیر البانیہ کی عورتوں کے لئے آپ کا کیا مشورہ ہے؟

باقی صفحہ ۲۷ پر

دینی مدارس میں مغربی علوم

حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب جلال آبادی کا اہم مکتوب
بجواب مراسلہ جناب سید حامد صاحب

اور جدید سائنس کی تعلیم مفید ہے یا مُضر؟

یہ جان کر آپ کو خوشی ہوگی کہ علی گڑھ یونیورسٹی میں مرکز فروغ سائنس کا قیام عمل میں آیا ہے

برصغیر ہندو پاکستان کے مدارس اسلامیہ کا نصاب کیا ہو کیا نہ ہو؟ یہ ایک خاصی پرانی گفتگو ہے اور گزشتہ دس پندرہ سال سے اس بحث میں ایک نیا عنوان اور شامل ہوگیا ہے کہ جدید سائنس بطور مغربی علوم بھی مدارس اسلامیہ کے نصاب میں شامل کئے جائیں۔ اس سلسلے میں مختلف گوشوں سے آوازیں اٹھتی رہتی ہیں۔ ہندوستان کے نامور دانشور اور تعلیمی رہنما جناب سید حامد صاحب (سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی بھی یہی رائے اور کوشش ہے کہ یہ علوم 'دینی درسگاہوں کے نصاب میں شامل کر لئے جائیں۔ اسی کاوش کا ایک حصہ سید صاحب کا وہ مراسلہ ہے جو موصوف نے اس موضوع پر اظہار رائے اور معلومات کے لیے ۱۹۸۷ء میں ہندوستان کے ممتاز دینی تعلیمی اداروں اور علماء کے نام بھیجا تھا۔ جس میں حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی کا نام بھی شامل ہے۔ مولانا جلال آبادی نے' جو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے اہم مسترشد و مجاز بیعت' جید عالم' مشہور مرشد و مصلح' ماہر درس و افادہ اور ایک بڑے مدرسہ کے بانی و سرپرست تھے' اس خط کا مفصل جواب تحریر فرمایا' جس میں علوم اسلامیہ' مدارس دینیہ نیز جدید سائنس' اس کی افادیت و نقصانات اور مدارس اسلامیہ میں جدید مغربی سائنسی علوم کی تدریس اور متعلقہ سب پہلوؤں پر مختصر' جامع اور پر مغز گفتگو فرمائی ہے۔ یہ جواب اہل مدارس کے لئے چشم کشا اور مفید و بصیرت افزا تحفہ ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق یہ مراسلت خصوصاً مولانا کا مکتوب ہنوز کہیں شائع نہیں ہوا۔ ہمیں جناب سید حامد صاحب کے مراسلہ اور اس قیمتی خط کی نقل مکرمی مولوی فرزند علی صاحب (. عیسائی' اسلام پور' ضلع مظفر نگر) کے توسط و عنایت سے حاصل ہوئی' جو موصوف کے دلی شکریہ کے ساتھ یہاں درج ہے۔

مولانا کے خط میں آیات شریفہ کے حوالے اور ان کا ترجمہ مذکور نہیں تھا اس لئے آیات کے ساتھ حوالہ اور حضرت شیخ الہند کا ترجمہ لکھ دیا گیا ہے۔

مکتوب جناب سید حامد صاحب

سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مخترمی و مکرمی اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہندوستانی مسلمان علوم جدیدہ خصوصاً سائنسی علوم میں بمقابلہ دوسری قوموں کے کافی پیچھے ہیں' بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اس سفر میں وہ گرد کارواں بھی نہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ وہ ملت جس نے لگ بھگ ساڑھے تین سو سال تک دنیائے علم و دانش کی امامت کی اور جس نے جابر بن حیان' خوارزمی' رازی' بیرونی' بوعلی سینا اور ابن الہیثم جیسے اپنے دور کے علوم جدیدہ کے ماہرین پیدا کیے' آج مقتدیوں کی صف میں بھی نہیں ایسا کیوں ہوا؟!

مسلمان یہ کیوں بھول بیٹھے کہ خدا کی کتاب کا علم' علم دین ہے تو خدا کی کائنات کا علم' علم سائنس ہے' تاریخی اتار چڑھاؤ کا یہ ایک ایسا معمہ ہے کہ جس کا حل پالینا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ اس معمہ میں الجھ کر وقت نہ برباد کیا جائے بلکہ ایسے اقدامات کئے جائیں جن سے سائنسی علوم کی بابت ہندوستانی مسلمانوں کا جمود جلد از جلد ٹوٹ جائے۔ یہ بات اب کھل کر سامنے آچکی ہے کہ نت نئے سائنسی انکشافات کے بطن سے پیدا ہونے والے معاشی تعلیمی' سماجی انقلاب کے اس دور میں صرف وہی گروہ عالمی برادری میں ایک باعزت مقام کا خواب دیکھ سکتا ہے جو سائنسی علوم سے آراستہ ہو اور جس کو ٹکنالوجی پر عبور حاصل ہو۔ اس کے علاوہ الحکمۃ ضالۃ المومن (حکمت مومن کی متاع گمشدہ ہے۔)

کے انقلاب آفریں قول کی روشنی میں دنیا کے علم و دانش میں منصب امامت کی بازیابی ہم پر واجبات میں سے ہے۔

یہ جان کر یقیناً آپ کو خوشی ہوگی کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں مرکز فروغ سائنس کا قیام عمل میں آیا ہے' جس کا بنیادی مقصد ہندوستانی مسلمانوں میں سائنسی علوم کا فروغ ہے۔ یہ مرکز مسلمانوں کو سائنس کی اہمیت یاد دلانے کے ساتھ ساتھ سائنسی مضامین میں کچھ تربیتی پروگرام کا انتظام بھی کرے گا۔ گو یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک مشکل کام ہے۔ پھر بھی ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ کا بھرپور تعاون ہمیں حاصل رہا تو انشاء اللہ اس کام کو بخوبی انجام دیا جاسکے گا۔ اس خط کے ساتھ ہم آپ کی خدمت میں ایک سوال نامہ بھیج رہے ہیں جس کے ذریعہ ہم آپ کی درسگاہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ سائنس کی تعلیم کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

ہمیں یقین ہے کہ آپ اس سوال نامہ کو اولین فرصت میں پر کرکے منسلکہ لفافہ میں ہمیں واپس بھیج دیں گے اور یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے اس پروگرام کے بارے میں اپنے قیمتی مشوروں سے ہمیں نوازیں گے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

۱۹۸۷ء (۱۴۰۷ھ)

نیاز کیش سید حامد

جواب حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی

مکرم و محترم جناب وائس چانسلر صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی

آنجناب کی جانب سے مرکز فروغ سائنس سے متعلق سوال نامہ موصول ہوا۔ جواباً عرض ہے کہ جس طرح معاشیات' اقتصادیات و عمرانیات و تمدنیات وغیرہ بہت سے علوم وفنون انسانیت کے خادم ہیں اور ان کے [illegible] میں کاروان حیات انسانی ان کے بغیر نہیں چل سکتا' اسی طرح فن سائنس بھی ہے۔ خادم انسانیت ہونے کی حیثیت سے اس فن کو حاصل کیا جائے۔ اور اس سے انسانیت کی فلاح و بہبود راحت و آسائش کا کام لیا جائے شرعاً بالکل اجازت ہے۔

ہاں! البتہ اگر سائنس کے ذریعہ انسان کی ہلاکت کے سامان پیدا کئے جائیں' سائنسی ترقی کے بل بوتے پر طاقتور دوسرے کمزور پر ظلم کرے اور اس کے حقوق کو پامال کرے تو شریعت سائنس کے اس غلط استعمال کو جائز نہ رکھے گی۔ اس لیے سائنسی ترقیات کی طرف توجہ مبذول کرنے سے پہلے ایسے افراد کا تیار کرنا ضروری ہے کہ جو ایمان اور عمل صالح کی دولت لازوال سے مالا مال ہوں۔ اور خوف خداوندی ان پر ہر آن اور ہر لمحہ طاری ہو' تاکہ وہ خدا ترس ہو کر رحمتہ للعالمین ﷺ کا نمونہ بن کر تمام عالم انسانیت کے لئے بجائے نقصان رساں ہونے کے راحت رساں ہوں' جیساکہ حضور اکرمؐ نے تیرہ سالہ کی زندگی میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بنایا تھا اور ایسے افراد کی تیاری کا مرکز یہ دینی درسگاہیں ہیں جنکو مدارس عربیہ کہاجاتا ہے۔ ان دینی درسگاہوں میں داخل ہو کر جب اخلاص نیت طلب صادق کے ساتھ علوم دینیہ کو حاصل کیا جاتا ہے تو ضرور اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے' جیساکہ ارشاد ربانی ہے۔

انمایخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء۔ (الفاطر۔۲۸)

(اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے۔)

یا تربیت باطنی کو خانقاہ کہاجاتا ہے' اس میں اخلاص اور طلب کے ساتھ قیام' جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

یاایھاالذین امنو اتقو اللّٰہ وکونو مع الصادقین۔ (التوبہ۔۱۱۹) (اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے)۔

الحاصل! اہل سائنس جب ان مذکورہ اوصاف سے متصف ہوں گے تو وہ تمام عالم انسانیت کے لئے سراسر راحت رساں ہوں گے نہ کہ ضرر رساں' جیساکہ آج کے دور میں مشاہدہ ہو رہا ہے۔

پس تقسیم کار کے اصول کے مطابق مدارس دینیہ کا موضوع افراد سازی ہے نہ صرف سامان سازی۔

یہ علمی ادارے دین اسلام کے ان علوم کی بقاو تحفظ کی خدمت انجام دے رہے ہیں جس دین کے لئے۔

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔ آل عمران۔۱۹) (بیشک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم برداری۔) کا اعلان خداوندی ہے۔ نیز ارشاد فرمایا گیا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ (المائدہ ۳ آج میں پورا کرچکا تمھارے لیے دین تمھارا' پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمھارے واسطے اسلام کو دین۔)

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

نحن قوم اعزنا اللّٰہ بالاسلام۔

(ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی وجہ سے عزت بخشی۔

پس ان مدارس دینیہ کے لئے ضروری ہے کہ یہ اپنے موضوع سے نہ ہٹیں اور دین کی جو خدمت انجام دے رہے ہیں یکسوئی کے ساتھ اس میں مشغول و منہمک رہیں۔ کیونکہ بیک وقت عادتاً یہ ناممکن ہے کہ ایک طالب علم دین کا بھی پوری طرح علم حاصل کرلے' اور سائنس میں کمال حاصل کرلے۔ پس ان دونوں علوم وفنون کا جمع کرنا طلب الکل فوت الکل کا مصداق بن جائے گا۔

البتہ جو مسلمان عصری علوم کی درسگاہوں میں تعلیم پاتے ہیں ان کو مخصوص طور پر سائنسی علوم میں مہارت حاصل کرائی جائے۔ اور وہ آج کے دور میں نئی نئی ایجادوں کے موجد بنیں۔ اس کے لئے مرکز فروغ سائنس کا قیام ایک مستحسن اقدام ہے۔

تقسیم کار کا اصول ہر جگہ کار فرما ہے۔ چنانچہ اگر مرکزی دینی درسگاہوں میں مرکز فروغ دین قائم کیا جائے اور عصری علوم کے پڑھنے والے ان طلباء کو جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں یہ دعوت دی جائے کہ وہ اس مرکز میں آکر علوم دینیہ فقہ' حدیث' تفسیر وغیرہ میں کمال حاصل کریں اور اس کے بعد ان علوم کو اپنے اپنے مقامات پر عصری علوم کی درسگاہوں میں جاکر جاری کریں تو عملاً اس کے لئے آپ حضرات بھی تیار نہ ہوں گے' جیساکہ اب تک کے عمل سے ظاہر ہے۔

اور اگر عربی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء فراغت کے بعد مرکز فروغ سائنس میں داخل ہو کر سائنس کا علم حاصل کرتے ہیں تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ تو تسلیم ہے کہ ماحول کا اثر ایک طبعی امر ہے دوسرے یہ بھی تسلیم ہے کہ تابع پر متبوع کا اثر ہوتا ہے۔ پس جب عربی طلباء جن پر پہلے دین کے ماحول کا اثر تھا دوسرے ماحول میں داخل ہوں گے تو ان پر اس ماحول کا اثر غالب ہو جائے گا' جیساکہ مشاہدہ ہے۔ چنانچہ بعض وہ طلباء جو ویسے کالجوں میں داخل ہو جاتے ہیں' وہ وہاں کے ماحول سے متاثر ہو جاتے ہیں اور ان کی وضع قطع بدل جاتی ہے حتیٰ کہ نماز میں بھی تساہل و تغافل آجاتا ہے' بعینہٖ اسی طرح جو انگریزی طلباء تبلیغی جماعت میں آجاتے ہیں یا مدارس عربیہ دینیہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ دینی ماحول سے متاثر ہو کر دین دار بن جاتے ہیں۔ اس لئے عربی طلباء کا داخلہ سائنس میں خلاف موضوع ہے اور انگریزی طلباء کا داخلہ موافق وضع ہے۔

یہ خیال کہ مسلمانوں کو دنیاوی امامت کا منصب محض مادی ترقیات کی بناء پر ملا تھا اور آج بھی وہ باعزت مقام ہر مادی طاقت کے ساتھ مل سکتا ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ ہر مسلمان کا بحیثیت مسلمان ہونے کے یہ پختہ عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کی دین و دنیا' فلاح و ترقی اور دنیا کی امامت کے منصب کا ملنا ایمان اور عمل صالح بطاعت کاملہ باحکام ظاہرہ وباطنہ پر موقوف ہے نہ کہ محض مادی ترقیات پر۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (۔ آل عمران ۱۳۹۔)

(اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔)

دوسری جگہ فرمایا۔

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔ (آل عمران۔۱۹)

(بیشک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم برداری۔)

چنانچہ حضور اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جو فتح و نصرت' سربلندی وامامت اہل مکہ اور روم اور فارس والوں پر ملی' وہ مادی ساز و سامان کی بناء پر نہیں ملی جیساکہ روایات سے ثابت ہے۔ مادی سازو سامان کے اعتبار سے تو مسلمان ان سے بہت پیچھے تھے' بلکہ یہ تمام فتح و نصرت وعدہ خداوندی کے مطابق ایمان اور عمل صالح کی برکت سے حاصل ہوئی۔ آج بھی یہی اٹل قانون خداوندی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت جاری رہے گا۔ جب مسلمانوں میں ایمان اور عمل صالح کی یہ کمزوری ہوگئی تو دین کی برکت سے جو دنیا ملی تھی وہ بھی ہاتھ سے جاتی رہی۔

مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کوئی قوم یا ملک خدانخواستہ اگر ایمان اور عمل صالح کی مایہ سے عاری ہے تو وہ دنیا میں خواہ کتنی ہی مادی ترقی حاصل کرلے اور تمام دنیا والے مادی ترقی میں اسے اپنا امام تسلیم کرلیں تب بھی وہ انجام کار خائب و خاسر ہے' چنانچہ نمرودی' شدادی' فرعونی' قارونی' طاغوتی طاقتوں کا انجام ظاہر ہے۔

جس کی قرآن پاک شہادت دے رہا ہے اور ان کے لئے۔

خسر الدنیا والآخرۃ (الحج۔۱۱)

(گنوائی دنیا و آخرت)

کا اعلان ہو رہا ہے۔

بخلاف اس قوم یا ملک والوں کے جو اپنے فطری ماحول کی وجہ سے مادی ترقیات کے اعتبار سے پسماندہ شمار کئے جاتے ہوں مگر ایمان اور عمل صالح کی دولت لازوال ان کو حاصل ہے تو بیشک وہ مفلحین میں سے ہیں' اور دنیا اور آخرت میں کامیاب ہیں اور عمل دنیوی نقد مل ہے جیساکہ مشاہدہ ہے اور ایسے حضرات کے لئے "استخلاف فی الارض" کا وعدہ خداوندی ہے۔

وعد اللّٰہ الذین آمنو امنکم وعملو الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (النور۔۵۵)

(اور وعدہ کرلیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے اور کئے ہیں انھوں نے نیک کام۔ البتہ پیچھے حاکم کردے گا ان کو ملک میں' جیسا حاکم کیا تھا ان لوگوں سے اگلوں کو۔)

پس' جب یہ مسلم ہے کہ حیات انسانی کا اصل مقصد اپنے خالق و مالک رب العالمین کی عبادت واطاعت کاملہ ہے' چنانچہ ہر ایک شعبہ زندگی میں خواہ وہ معاملات ہوں یا

معاشرات ہوں اخلاقیات ہوں خواہ سیاسیات ہوں یا تمدنیات ان سب میں احکام خداوندی کی پابندی لازم ہے۔ اس کو۔

وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذاریات۔۵۶)

(اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو۔)

میں حصر احتنا ارشاد فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے کی جائے' اس کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ یہ دین کے صحیح علم پر موقوف ہے۔ اور علم دین پوری طرح ان مدارس عربیہ میں حاصل کیا جاتا ہے۔ پس مدارس عربیہ دینیہ کے لئے تو یہی لازم ہے کہ وہ اپنے موضوع کے اعتبار سے علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس میں مشغول و منہمک رہیں تاکہ علم دین کا سلسلہ جاری رہے جس پر تمام دین کی بقا موقوف ہے۔

البتہ سائنس پڑھنے والے طلباء کے لیے یہ خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ جب وہ اپنے فن میں مہارت حاصل کر چکیں تو علم دین کے حاصل کرنے کے لئے مدارس عربیہ دینیہ کی جانب رجوع کریں' تاکہ دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے دن دونی رات چوگنی ترقیات حاصل ہوں اور

اولئک ھم المفلحون۔(البقرۃ۔)

(اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے۔)

کا مصداق بن کر سعادت دارین کے ساتھ فائز المرام ہوں۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (البقرہ۔۲۰۱)

(اے ہمارے رب! دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔)

ان تمام گزارشات کے ساتھ یہ بھی واضح ہے کہ استعمال مادیت سے انکار نہیں اور کیوں کر ہو سکتا ہے جب کہ جمع مادیات کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ واعدو الھم ماستطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم (الانفال ۶۰) (اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو' قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر۔)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

خذو حذرکم (النساء۔۷۱)

(لے لو اپنے ہتھیار۔)

یہ بطور کلی ہے اور فرمایا۔

یاایھا الذین اٰمنو اصبرو وصابرو ورابطو (النساء۔۔)

اے ایمان والو! صبر کرو' اور مقابلہ میں مضبوط رہو' اور لگے رہو۔) پس جس زمانہ میں جن مادی آلات کی ضرورت ہوگی ان کا حاصل کرنا ضروری و لازم زندگی ہوگا' بحکم "ماستطعتم" اور آج کے دور میں آلات جدیدہ کا علم سائنس کے حصول پر موقوف ہے۔ پس سائنس کے حصول

باقی صفحہ ۲۷ پر

طریقہ استعمال

آپ جس سال کے کسی مہینے کا پہلا دن معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس سال کو آٹھ پر تقسیم کریں' تقسیم کے بعد اگر ۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔۶۔۷ میں سے کوئی عدد باقی رہے تو اس نمبر کے خانے میں مطلوبہ مہینے کے نیچے درج شدہ دن کو دیکھئے۔ یہ اس مہینے کا پہلا دن ہوگا۔ اور اگر پورا تقسیم ہو جائے تو آٹھویں خانے میں مطلوبہ مہینے کے نیچے درج شدہ دن اس مہینے کا پہلا دن ہوگا۔ مثلاً آپ ۱۳۲۸ھ کے ربیع الاول کا پہلا دن معلوم کرنا چاہتے ہیں' یہ عدد آٹھ پر پورا تقسیم ہوتا ہے۔ آٹھویں خانے میں ربیع الاول کے نیچے ہفتہ کا دن درج ہے' معلوم ہوا کہ ۱۳۲۸ھ کو ربیع الاول کا پہلا دن ہفتہ تھا۔

	محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاولیٰ	جمادی الثانیہ	رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذو القعدہ	ذو الحجہ
۱	پیر	بدھ	جمعرات	ہفتہ	اتوار	منگل	بدھ	جمعہ	ہفتہ	پیر	منگل	جمعرات
۲	جمعہ	اتوار	پیر	بدھ	جمعرات	ہفتہ	اتوار	منگل	بدھ	جمعہ	ہفتہ	پیر
۳	منگل	جمعرات	جمعہ	اتوار	پیر	منگل	جمعرات	ہفتہ	اتوار	منگل	بدھ	جمعہ
۴	اتوار	پیر	بدھ	جمعہ	ہفتہ	پیر	منگل	جمعرات	جمعہ	اتوار	پیر	بدھ
۵	جمعرات	ہفتہ	اتوار	منگل	بدھ	جمعہ	ہفتہ	پیر	منگل	جمعرات	جمعہ	اتوار
۶	پیر	منگل	جمعرات	ہفتہ	اتوار	منگل	بدھ	جمعہ	ہفتہ	پیر	منگل	جمعرات
۷	ہفتہ	اتوار	منگل	جمعرات	جمعہ	اتوار	پیر	بدھ	جمعرات	ہفتہ	اتوار	منگل
۸	بدھ	جمعہ	ہفتہ	پیر	منگل	جمعرات	جمعہ	اتوار	منگل	اتوار	جمعرات	ہفتہ

Cinkara
Hamdard
سنکارا
صحت کا سرچشمہ
ہر گھر کے لیے گھر بھر کے لیے
ہمدرد کا نصب العین تعمیر صحت ہے۔ بیماریوں سے پاک تندرست معاشرے کے قیام کے لیے ہمدرد نے ہمیشہ اپنی جدوجہد جاری رکھی ہے۔ آج بھی جب غذا میں عدم توازن اور فضا میں آلودگی کے باعث انسان کی قوتِ مدافعت متاثر ہو رہی ہے اور زندگی کی تیز رفتاری کے سبب جسمانی توانائی میں کمی کی شکایت عام ہے، ہمدرد اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے توانائی فوراً حاصل کرنے کے لیے نباتی و معدنی مرکب سنکارا پیش کرتا ہے۔
سنکارا صحت بخش مجرب جڑی بوٹیوں اور منتخب معدنی اجزاء سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت موثر نباتی و معدنی مرکب ہے جو تیزی سے توانائی بحال کرتا ہے اور صحت برقرار رکھتا ہے۔
ہر موسم میں ہر عمر کے لیے یکساں مفید سنکارا نباتی و معدنی مرکب — جو زندگی کو ایک ولولۂ تازہ عطا کرتا ہے
darts-CIN-1/91

اجلاس انتخاب عہدیداران

شبان ختم نبوت کا اجلاس دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عید گاہ روڈ بہاولنگر میں زیر صدارت مولوی عبدالستار قاسمی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بہاولنگر منعقد ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی تھے حضرت مولانا خدا بخش صاحب مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔ اجلاس میں آئندہ تین سال کے لئے انتخابات عمل میں لائے گئے۔ متفقہ طور پر حسب ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر حافظ عمر فاروقی صاحب۔ نائب صدر شیخ خلیل احمد صاحب۔ جنرل سیکریٹری نواب محمود اقبال راحت صاحب۔ جوائنٹ سیکریٹری نواب محمود غلام مصطفیٰ ممتاز صاحب۔ ناظم نشرو اشاعت محمد اقبال وارثی صاحب۔ خازن حافظ دین محمد صاحب۔

اجلاس میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے فی الفور برطرف کیا جائے۔ اجلاس میں حافظ محمد حنیف ندیم مرحوم کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی اور مرحوم کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ ●●

مردم شماری میں قادیانیوں کو غیر مسلم لکھا جائے

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے مردم شماری کے دوران قادیانیوں کو غیر مسلم خانہ میں لکھنے کی یقین دہانی پر وفاقی حکومت کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ اگر کوئی قادیانی لاہوری ربوہ گروپ مرزائی خود کو مسلمان لکھائے تو اس کو مردم شماری آرڈیننس مجریہ ۱۹۵۹ء کے ساتھ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت گرفتار کرکے جیل بھیجا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس کی تحریک پر ڈپٹی مردم شماری کمشنر نے ایک یادداشت کے ذریعہ مولوی فقیر محمد کو مطلع کیا ہے کہ حکومت نے قادیانیت کو علیحدہ مذہب قرار دیا ہے اس لئے قادیانیوں کو غیر مسلم لکھا جائے گا اور ہر شہری کا بھی فرض ہے کہ وہ مردم شماری کرنے والے کو مردم شماری آرڈیننس مجریہ ۱۹۵۹ء کے تحت بتائے کہ اس کا مذہب کیا ہے۔ اگر اس ضمن میں کوئی شخص غلط معلومات فراہم کرے گا تو اس جرم کی سزا ایک ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ مولوی فقیر محمد نے ملک بھر کے عالمی مجلس کے تمام مبلغین حضرات اور مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ مردم شماری کے دوران قادیانیوں کے اندراج پر گہری نگاہ رکھیں۔ اگر کسی قادیانی نے خود کو مسلمان لکھایا یا مذہب اسلام لکھایا تو اس کے خلاف مقدمہ درج کرایا جائے اور حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ اگر قادیانی غیر مسلم مردم شماری نہ کرائیں تو ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ ●●

قادیانیوں کی سرگرمیاں کنٹرول میں رکھنے کا مطالبہ

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے صدر پاکستان، وفاقی وزیر داخلہ اور گورنر پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ سرگودھا ڈویژن اور فیصل آباد ڈویژن میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی غیر قانونی تبلیغی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے موثر کارروائی کی جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے مطابق تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔بی اور ۲۹۸۔سی کے تحت قصور وار قادیانی غیر مسلم ملزمان کے خلاف مقدمات چلائے جائیں انہوں نے کہا کہ سرگودھا کے تھانہ بھابڑہ کے موضع ہلال پور نون میں قادیانیوں نے اپنی نئی عبادت گاہ پر غیر قانونی طور پر ایک مینارہ اور محراب تعمیر کرلیا ہے جو قانوناً "جرم ہے" مقام افسوس ہے کہ تاحال انتظامیہ نے قادیانیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی ہے جبکہ موضع اوراما میں بھی قادیانی اپنی عبادت گاہ میں قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اذان دیتے ہیں اور لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کرتے ہیں اور غیر قانونی طور پر کوٹ مومن میں مسلمانوں کے قبرستان میں غیر قانونی طور پر ایک قادیانی غیر مسلم مردہ دفن کردیا گیا یہ کارروائی ایک قادیانی وکیل کی شہ پر کی گئی ہے۔ مولوی فقیر محمد نے کہا کہ تھانہ کھرڑیانوالہ فیصل آباد کے چک نمبر۱۷ رب میں قادیانیوں نے دو منزلہ نئی عبادت گاہ تعمیر کی ہے اس پر مینار اور محراب تعمیر نہ کرنے دیئے جائیں اور گوجرہ کے چک نمبر ۳۰۶ ج ب جلیانوالہ میں قادیانی عبادت گاہ پر کلمہ طیبہ آیات قرآنی لکھنے پر مقدمہ چلایا جائے اور اذان دینے والے قادیانیوں کو گرفتار کیا جائے۔ ●●

قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے، حکومت سے مطالبات

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے محکمہ سوشل سیکیورٹی اور اولڈ ایج بینی فٹس اسکیم کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ میسرز انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کے دو ہزار ملازمین سے سوشل سیکیورٹی اور اولڈ ایج بینی فٹس اسکیم اور ایجوکیشن فیس فنڈ وصول نہ کرنے کی تحقیقات کرائی جائے اور تین ہزار روپیہ سے کم تنخواہ پانے والے قادیانی ملازمین سے سوشل سیکیورٹی ۱۹۶۷ء سے اور اولڈ ایج بینی فٹس و ایجوکیشن فنڈ ۱۹۷۶ء سے

باقی صفحہ ۱۲ پر

بقیہ مغربی علوم کی تعلیم

سے کیوں کر انکار کیا جاسکتا ہے لیکن حصول علم سائنس ہی کافی نہیں بلکہ جمیع حصول اسباب مادیات بھی ہوں اور جمیع اسباب آلات و مادیات موقوف ہیں مرکز پر، پس مسلمانوں کی ترقی کے لیے نہ محض حصول تقویٰ کافی ہے اور نہ حصول علم سائنس، بلکہ دونوں چیزوں کی ضرورت ہے تقویٰ اور مرکز۔ تقویٰ کا حصول شرط ہے، اس سے سکون و سکینہ حاصل ہوتا ہے بدلیل۔

ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم (الحجرات۔ ۱۳)

(تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی، جس کو ادب بڑا۔)

اور مرکز کا ہونا حصول ترقی کے لئے علت ہے اس سے ہیبت اور رعب بدلیل "ترہبون" قائم ہوتا ہے۔

ان دونوں کے حصول پر مسلمانوں کی ترقی موقوف ہے۔ اس پر دلیل تیرہ سالہ زندگی، تقویٰ والی زندگی، مکی زندگی ہے کہ تقویٰ تھا، مرکز نہ تھا اور دس سالہ زندگی مرکز والی مدنی زندگی ہے۔ پس صحیح حکم با اعزاز، بارعب و باہیبت، ترقی کا مدار دو چیزوں پر موقوف ہے، تقویٰ اور مرکز۔

والسلام ۲۲ محرم ۱۴۰۸ھ (مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۸۷ء) احقر مسیح اللہ

بقیہ مسلم خاتون سے ملاقات

بر۔عفیرا :۔ عورت نصف معاشرہ ہے اور اس کے سامنے دوسرے نصف کی تربیت ہوتی ہے اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں اس کا اہم کردار ہے۔ اسی وجہ سے میں البانیہ اور دنیا کے تمام اسلامی گوشوں میں ہر عورت کو یہ وصیت کرتی ہوں کہ وہ اپنے دین کو مضبوطی سے پکڑلیں اور اس کا اہتمام کریں اور اس بات کی خواہش رکھیں کہ ان کی روزمرہ کی زندگی اس بات کے مطابق ہوجائے کہ وہ اپنی اولاد کو اسلامی تربیت سے آراستہ کریں۔ اس لئے کہ ماں کا اپنی اولاد کی شخصیت کی تعمیر میں زبردست کردار ہوتا ہے تاکہ وہ اسلام کے لئے ایک صالح نسل پیش کرسکیں جو اسلام کے لئے اپنی شرافت و قوت لوٹائے جس کو اس نے کچھ صدیوں سے کھو دیا تھا۔

یقظہ :۔ محبوب بہن اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین بدلہ دے اور ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اور ہم کو ایمان پر ثابت قدم رکھے اور ہم سب کے سینہ کو قرآن کے لئے کھول دے اور اپنے دین کی سمجھ دے اور یقین کا طاقتور بنادے اور نیکی کرنے والوں اور نیکی پھیلانے والوں میں بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے ملک میں خیر کی ہوائیں چلائے اور اس کے رہنے والوں کی طرف اسلام کا نور لوٹائے تاکہ خلافت راشدہ اسلامیہ کی صبح نئے سرے سے نمودار ہو۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی "دارالمبلغین" کے زیر اہتمام

پندرہ روزہ سالانہ "رد قادیانیت کورس"

۱۵ر شعبان تا ۳۰ر شعبان ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۷ر جنوری تا ۳۱ر جنوری ۱۹۹۵ء
بمقام مدرسہ و دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) ضلع جھنگ

- ○ عالمی مجلس کی مجلس عمومی نے اس سال فیصلہ کیا کہ سالانہ "رد قادیانیت کورس" صدیق آباد (ربوہ) میں ہوگا۔
- ○ اس کورس میں ممتاز علماء کرام، مناظرین اسلام، اسکالر حضرات لیکچر دیں گے۔
- ○ اس کورس میں شریک حضرات کو رہائش، خوراک، کاپی پنسل کے علاوہ عالمی مجلس کی کتب کا منتخب سیٹ اور ڈیڑھ صد روپیہ نقد وظیفہ دیا جائے گا۔
- ○ کورس میں شرکت کے لئے علماء، خطباء، دینی مدارس کے سال چہارم سے اوپر کے طلباء، انڈر میٹرک یا اس سے اوپر کے اسکولوں و کالجوں کے اسٹوڈنٹس، سرکاری و غیر سرکاری ملازمین اور جدید تعلیم یافتہ حضرات درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔
- ○ ہر روز چار وقت کلاسیں لگیں گی۔ ۱۔ صبح کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ۔ ۲۔ آٹھ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے دن۔ ۳۔ بعد از ظہر تا عصر۔ ۴۔ مغرب یا عشاء کے بعد دو گھنٹے (گویا ہر روز نو سے دس گھنٹہ تک تعلیم ہوگی)۔ جسمانی ورزش و تعلیم دفاع عصر تا مغرب علاوہ ازیں ہوگی۔
- ○ اس کورس میں شریک ہونے والے حضرات کو دلائل و براہین سے پندرہ روز میں اتنا مسلح کر دیا جائے گا کہ وہ چلتے پھرتے ختم نبوت کاز کے مبلغ و مجاہد ثابت ہوں گے۔
- ○ عالمی مجلس کے اس تاریخ ساز فیصلہ پر عملدرآمد کرنا ہر مسلمان، تمام مقامی جماعتوں، مبلغین حضرات و اراکین شوریٰ و اراکین مجلس عمومی کا فرض اولین ہے۔
- ○ دینی مدارس کے مہتمم حضرات و شیوخ حدیث سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس مہم میں عالمی مجلس کی سرپرستی فرمائیں۔
- ○ تمام رفقاء آج سے محنت شروع کریں۔ رفقاء کو اس غنیمت موقع سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے تیار کریں۔ ان کی فہرستیں بنائیں اور سادہ کاغذ پر جملہ کوائف کے ساتھ ان کی درخواستیں ذیل کے پتہ پر ملتان بھجوائیں۔
- ○ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا لازمی ہے۔

الداعی :۔ عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مرکزی دفتر۔ حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون نمبر۔ ۴۰۹۷۸